۷۸۶

مراسلات سیاسیہ

یعنی

جانشین شیخ الہند حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی مد ظلہ العالی

کے نام

سیاسیات حاضرہ کے متعلق چودہ استفساری خطوط اور حضرت ممدوح کے مدلل جوابات

شائع کردہ شعبہ نشر و اشاعت آل انڈیا مسلم لیگ

(دہلی)

قیمت:- ۸ر

فہرست مضامین مراسلات سیاسیہ

Scanned by CamScanner

مکتوب (۱)

---

(۱) پاکستان کیا ہے۔

(۲) ہندوستان کی آزادی کے لئے پاکستان بہترین معین اور ملک کے امن وامان کا ضامن ہے۔

(۳) دوسرے ممالک اسلامیہ بھی اپنے حق میں پاکستان کو مفید سمجھتے ہیں

(۴) جمعیۃ دہلی کا فارمولا محض ایک خیال ہے، پھر اگر وہ مان بھی لیا جاوے تو اس میں ہندوؤں کی غلامی سے نجات نہیں۔

سوالات از ایم سعید الدین صاحب بہاری

محترم المقام حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب زید مجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس کے اجلاس کلکتہ منعقدہ ۲۶ تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں ایک روح پرور پیغام یہ کہہ کر سنایا گیا کہ یہ پیغام حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب کا ہے۔ اور وہی پیغام اخبار روزانہ عصر جدید میں بھی شائع ہوا جو حریت ہند کے ساتھ نظر انور سے... گذرے گا۔ اور ایک رزولیوشن کے ذریعہ جناب والا کو کانفرنس ہذا کا مستقل صدر بھی منتخب کیا گیا

ہے جناب والا کا پیغام اور انتخاب صدارت کی پاس شدہ تجویز کو پڑھ کر تعجب ہوا کیونکہ مجھ کو آجتک یہی معلوم تھا کہ آنجناب بھی جمعیۃ علمائے ہند دہلی کے رکن وممبر ہیں۔ اور جمعیۃ مذکورہ کا رکن وممبر ہوتے ہوئے یہ پیغام جناب نے کیسے ارسال فرمایا۔ اور نومولود جمعیۃ علمائے اسلام کی صدارت کیونکر آپ کو تفویض کی گئی۔ بنا بریں چند سوالات میرے دل میں پیدا ہوئے جو درج ذیل ہیں۔ امید ہے کہ جواب باصواب عنایت فرما کر رہبری فرمائیں گے۔ یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ سوالات ذیل سے میرا منشا صرف تحقیق حق ہے خدانخواستہ کسی قسم کا اعتراض کرنا مقصد نہیں۔

سوالات

(۱) جمعیۃ علماء ہند دہلی میں جناب والا شریک ہیں یا نہیں۔

(۲) جناب نے کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کانفرنس منعقدہ کلکتہ کے اجلاس میں پیغام بھیجا ہے یا نہیں اور اگر بھیجا ہے تو بجنسہ وہی پیغام ہے جو اخبار عصر جدید میں شائع ہوا ہے یا اس میں تحریف کی گئی ہے۔

(۳) کل ہند جمعیۃ علماء اسلام کی صدارت منظور فرمائی ہے یا نہیں۔

(۴) عصر جدید میں شائع شدہ پیغام اگر جناب نے ارسال فرمایا ہے اور اس میں قائد اعظم کی خیالی پاکستان کی حمایت فرمائی ہے تو وہ پاکستان کیا ہے۔ کیا جناب نے اس پر غور فرمایا ہے۔

(۵) ایک طرف جمعیۃ علمائے ہند دہلی ہر صوبہ کی اندرونی خود مختاری کی زبردست حامی ہے اور مسلمانوں کی اکثریت والے صوبوں میں کسی قسم

پر بھی ان کی اکثریت کو فنا کرنا نہیں چاہتی۔ ہاں مرکز کو چند شرائط و قوانین کے ماتحت ایک رکھنا چاہتی ہے۔ وہ بھی اس طرح کہ اگر کوئی صوبہ مرکز سے علیحدہ ہونا چاہے تو علیحدہ ہو سکتا ہے۔ دوسری جانب مسٹر جناح صاحب کا پاکستان ہے۔ جو میری فہم ناقص کے مطابق ہندوستان کے چند ٹکڑے کر کے حاصل ہوگا۔ بلکہ خود پاکستان بھی دو حصے یعنی مغربی پاکستان۔ مشرقی پاکستان پر منقسم ہوگا۔ تو کیا جناب یہ بہتر خیال فرماتے ہیں کہ ہندوستان پاش پاش کر دیا جائے۔ یا یہ بہتر ہے کہ وحدت بھی برقرار رہے اور اقلیت و اکثریت والی سب قوموں کو پھلنے پھولنے اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ باعزت زندگی گذارنے کا موقع ملے۔

(۶) کیا جناب والا کی نظروں سے مسٹر جناح کی وہ تقریر گذری ہے جو کوئٹہ کے جلسہ میں فرمایا۔

جس میں ارشاد ہوا ہے کہ پاکستان حاصل ہونے کے بعد بھی اسوقت تک انگریزوں کو ہندوستان سے جانے نہ دیا جائے گا جب تک پاکستانی مسلمان مضبوط نہ ہو جائیں۔ گویا موصوف کو کمزوری کا اعتراف ہے اور پاکستان کو بھی محفوظ نہیں سمجھتے۔ اگر بالفرض پاکستان مل گیا اور مسلمان زیر سایہ انگریز کچھ عرصہ تک اپنی طاقت کی درستگی میں مصروف رہ کر دس بیس برس میں طاقتور ہو جائیں تو کیا اس عرصہ میں برادران وطن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے یا وہ بھی مضبوط سے مضبوط تر ہو جائیں گے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ نہ کبھی مسلمانوں کی طاقت ہندوؤں کے برابر ہوگی

نہ کبھی انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنے کی نوبت آئے گی۔ ہمیشہ
ہندوستانیوں کے سروں پر مسلط رہیں گے۔

(۷) ہندوؤں کی طرف سے تو صرف مسلمانانِ ہند کو خطرہ ہے اور انگریزوں کا
غلبہ و تسلط سارے یورپ و ایشیا پر ہے اور تمام عالمِ اسلامی ان کے
جبر و تشدد کی چکی میں پس رہا ہے۔ نہ عرب محفوظ ہے نہ عجم۔ نہ شام
کو آرام میسر ہے نہ فلسطین کو آزادی۔ نہ مصر کو پناہ ہے نہ عراق کو اور یہ
سب کچھ ہندوستان کی بدولت ہو رہا ہے۔ اگر ہندوستان آزاد
ہو جائے تو ان کی ساری طاقتوں کا جنازہ نکل جائے اور کم از کم پورا
ایشیا ان کے پنجۂ ظلم سے نجات پا جائے۔ جب صورت حال یہ ہے
تو اگر خدانخواستہ ہندوستانی مسلمانوں کو کچھ اپنا نقصان کر کے بھی
ہندوستان کو آزاد کرانا پڑے تو کیا ایسا نہ کیا جائے اور اپنے ساتھ
ساتھ پورے ممالک اسلامی کو غلام رکھا جائے۔

(۸) اگر بغیر پاکستان دیئے ہوئے برٹش حکومت ہندوستان کو آزادی
عطا کرنا چاہے تو مسلمانوں کو خیر مقدم کرنا چاہیے یا ٹھکرا دینا چاہیے۔

امید ہے کہ مندرجہ بالا سوالات کے جواب کامل غور و توجہ کے بعد ارسال
فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں تاکہ رفع شکوک ہو جائے۔ اور ایک مخلص مسلمان
کو سیاست کا درس حاصل ہو۔

جواب کے لئے لفافے کے اندر ٹکٹ بھی حاضر خدمت ہے۔ فقط والسلام مع الاکرام
مکرر عرض یہ ہے کہ اگر ہفتہ عشرہ کے اندر جناب نے تسلی بخش جواب سے سرفراز

نہ فرمایا تو آئندہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گا کہ جناب والا یہی مناسب خیال فرماتے ہیں کہ عوام آپ کی صحیح پالیسی کی نسبت تذبذب و گومگو کی حالت میں رہیں۔

حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم کے جوابات

برادر محترم بعد سلام مسنون آنکہ۔ آپ کا گرامی نامہ جو چند استفسارات پر مشتمل ہے ۲۰ر نومبر ۱۹۴۵ء کو وصول ہوا۔ آپ کے سوالات کے جوابات مختصراً نمبروار معروض ہیں۔

مولانا کی جمعیۃ دہلی سے علیحدگی (۱) میں کچھ مدت سے جمعیۃ العلماء دہلی سے علیحدہ ہو چکا ہوں۔ اور سہارنپور سیشن کے بعد اُدھر سے جو رکنیت کی دعوت دی گئی تھی میں نے لکھدیا تھا کہ اب میں اس کا رکن بننا پسند نہیں کرتا۔

(۲) جو پیغام "عصر جدید" کلکتہ میں میرے نام سے شائع ہوا ہے وہ حرف بحرف میرا بھیجا ہوا ہے کوئی تحریف اس میں نہیں ہوئی۔

(۳) صدارت کا ریزولیوشن ابھی باقاعدہ میرے پاس نہیں پہنچا اس کے پہنچنے پر منظوری یا نامنظوری کے متعلق کوئی رائے قائم کروں گا[1]۔

پاکستان کیا ہے (۴) پاکستان ایک اصطلاحی نام ہے جس کا سادہ مطلب یہ ہے کہ جن صوبوں میں مسلم قوم کی اکثریت ہے وہاں اُنہی کی آزاد حکومتیں قائم ہو۔ آگے وہاں کے دستور و آئین کی تشکیل کس نوعیت کی ہوگی یہ حال

---

[1] الحمد للہ کہ اب منظور فرمالیں۔

احوال و ظروف کی مناسبت سے اہل حل و عقد کی مشاورۃ کے بعد وقت پر بروئے کار آئے گی۔ اور وہاں کی اکثریت اس بارہ میں اپنی قدرت کی حد تک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مکمل ترین قانون عدل و حکمت اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے استنارۃ و استفادہ کی پوری سعی کرے گی۔

جمعیۃ دہلی کے فارمولا میں ہندوؤں کی غلامی سے نجات نہیں۔

(د) جمعیۃ العلماء کے فارمولا کے موافق مرکز سے جو امور مہمہ متعلق ہونگے ان میں مسلم قوم محض اکثریت کے رحم و کرم پر رہے گی۔ اور کوئی آزاد طاقت یہاں ایسی نہ ہوگی جو ان کو عام مسلم مطالبات کے ماننے پر مجبور کردے۔

پاکستانی تقسیم ملک کے لئے مضر نہیں بلکہ مفید ہے

اس کے برخلاف جب دو قومیں الگ الگ اپنے اپنے مستقر میں آزاد ہوں گی تو ہر ایک قوم کو دوسری قوم کے ساتھ اپنا معاملہ درست رکھنا پڑے گا۔ اور آزاد قوموں کے باہمی تحالف اور معاہدات کے ذریعہ وہ تمام کام باحسن اسلوب انجام پائیں گے جو ایک وفاقی مرکز کے ذریعہ انجام پا سکتے ہیں۔ اگر ملک کی تقسیم اس طرح ہو جائے تو کیا نقصان ہے۔ ملک کی تقسیم تو اب بھی کئی وجوہ سے قدرتی طور پر موجود ہے۔

مسلمان اور ہندو میں قومی وحدت ناممکن ہے ہاں بذریعہ معاہدہ ملکی وحدت ہو سکتی ہے

نیز قوموں کی تقسیم اس سے زیادہ صاف اور واضح کسی دوسرے ملک میں کہاں مل سکتی ہے کہ ایک قوم پر دوسری قوم کا سایہ اگر پڑ جائے تو وہ شودروں اور کتوں سے زیادہ ...... اسے نجس سمجھتی ہے۔ اور لطف یہ ہے

کو مسٹر گاندھی نے اچھوت سدھار کی اتنی جان توڑ کوشش کے باوجود مسلمانوں کے ساتھ اس چھوت چھات کو دور کرنے کا کبھی ہلکا سا اشارہ بھی اپنی قوم کو نہیں کیا۔ اب پاکستان اور جمعیۃ العلماء کے فارمولا میں فرق یہ ہے کہ جمعیۃ بزعم خود ایک خاص درجہ میں ملک کی قومی وحدت ایک مخلوط مرکز کے ذریعہ قائم رکھنا چاہتی ہے جس میں اقلیت میں ہونے کے اعتبار سے مسلم قوم کا عمومی نقصان ہے اور پاکستان کے حامی جو دو قوم کا صحیح نظریہ رکھتے ہیں، ملک کی ان ہی ضروریات میں مستحکم اور مساویانہ معاہدات کے ذریعہ عملی وحدت کو استوار کرنا چاہتے ہیں۔ پھر غور کیجئے کہ جمعیۃ کے فارمولا نے جب یہ اجازت دیدی کہ جو صوبہ مرکز سے علیحدہ ہونا مناسب سمجھے علیحدگی کر سکتا ہے، تو ملک کی تقسیم کا جواز تو انھوں نے بھی تسلیم کر لیا۔ اب اگر دوسرے لوگ ابتداء سے ایسا کرنا چاہیں تو ایک جائز چیز کو اختیار کر لینا کیوں جرم ہو گیا۔

جمعیۃ کا فارمولا کم از کم کانگریس ہی سے منوا دیں

آخر میں یہ بھی گذارش ہے کہ کم از کم جمعیۃ کے اس فارمولا کے تسلیم کرنے کا اعلان اگر جمعیۃ والے آج کانگریس سے کرا دیں تو شاید بہت سے مسلمان ایک درجہ میں مطمئن ہو جائیں اور عجب نہیں کہ بہت آدمی لیگ کو چھوڑ کر جمعیۃ العلماء کے دائرے میں آ جائیں۔ مشکل تو یہ ہے کہ یہ فارمولا تو بڑی چیز ہے، آج تک واردھا اسکیم وغیرہ کی تنسیخ بھی وہ کانگریس سے نہ منوا سکے جس کی مذمت بالاجماع تمام مسلمان جماعتوں نے کی تھی۔

یہ خیال غلط ہے کہ مسٹر جناح انگریزی تسلط سے ملک کی آزادی نہیں چاہتے۔

(۷) مسٹر جناح کی یہ تقریر میں نے نہیں پڑھی۔ ممکن ہے نقل کرنے والوں نے کوئی تحریف کی ہو اس کی تحقیق خود مسٹر جناح سے ہو سکتی ہے۔ ان کی ریکارڈ وں تقریریں

اس کے خلاف علانیہ ہو چکی ہیں۔ وہ مسلمانوں کے اطمینان کے لئے کافی ہیں۔

انگریز جانا بھی چاہیں تو ہندو عدن تک جا کر واپس لانے کی کوشش کریں گے

یہ مطمح نظر تو ہندوؤں کا ہے جب کہ پنجاب کے وزیر سر چھوٹو رام نے کہا تھا کہ بحالت موجودہ اگر انگریز اپنی خوشی سے نکلنا بھی چاہے تو ہندو کم از کم عدن تک جا کر اس کو واپس لانے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ ہندوستان کو خالی دیکھ کر اگر آزاد قبائل اور کوئی آزاد اسلامی سلطنت یہاں کے مسلمانوں کی مدد سے حملہ کر بیٹھے تو ہندو بحالت موجودہ اس قابل نہیں کہ اس کی موثر مدافعت کر سکیں۔ اسی لئے ان کا منصوبہ یہ ہے کہ ایک مدت تک انگریز کے تسلط اور نگرانی میں بتدریج آئینی طور سے اکثریت کی بناء پر حکومت کے شعبوں کو اپنے قبضہ میں لیتے چلے جائیں تا آنکہ وہ ایسی طاقت اندرونی طور پر مہیا کر لیں کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد کوئی خطرہ انھیں دوسری طرف سے باقی نہ رہے۔ جو مسلمان اُن کے آلۂ کار بن رہے ہیں۔ اپنی سادہ دلی سے ان کی چالوں پر دھیان نہیں دیتے اور آزادیٔ کامل کے زبانی دعووں پر مفتوں ہو جاتے ہیں اور شملہ کانفرنس کے صریح مشاہدات کی بھی تاویلیں کرنے لگتے ہیں۔ کیا عجیب بات اور افسوس کا مقام ہے کہ ان کی ساری بدگمانیاں اپنے بھائی مسلمانوں کے حصہ میں آگئیں اور مشرکین کو کمال حسن ظن کی بناء پر محرمانہ ہمراز بنا لیا گیا۔

ہندو قوم ہی ملک کی آزادی میں روڑے اٹکا رہی ہے

(۷) مسلم لیگ اور مسٹر جناح یہ چاہتے ہیں کہ خارجی اور داخلی دونوں قسم کے خطرات اور نقصانات کا سدباب ہو جائے۔ آج اگر سب مسلمان بشمول نیشنلسٹ متحد ہو کر کانگریس سے پاکستان کا منصفانہ مطالبہ تسلیم کرالیں تو مسٹر جناح وغیرہ کے اعلان کے مطابق کل کی صبح کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے دونوں

قومیں مل کر جنگ آزادی لڑیں گی اور اس میں مسلمان پیش پیش ہوں گے۔ اب ایسے صاف اعلان کو ٹھکرا کر اور پاکستان کے صحیح مطالبہ کو مسترد کر کے ہندو قوم ہی ملک کی آزادی میں روڑے اٹکا رہی ہے اور جو کچھ تاخیر اس معاملہ میں ہو رہی ہے اس کی ذمہ واری اُسی پر ہے بلکہ یہ چیز اس کی دلیل ہے کہ ان کی نیت میں کھوٹ ہے ان کا اولین نصب العین یہ ہے کہ پوری آزادی ملے یا نہ ملے۔ مگر مسلمانوں کے گلے سے اکثریت کی حکومت کا طوق کبھی نکلنے نہ پائے۔ گویا مسلمان یہاں انگریز اور ہندو کی ڈبل غلامی میں پستے رہیں۔

پاکستان دوسرے ممالک اسلامیہ کے لئے بھی مفید ہوگا۔

اور ہندوستان سے باہر اسلامی ملکوں پر استعمار پرست انگریزوں کی دست درازیاں بھی بدستور قائم رہیں۔ خود اسلامی ممالک اسکو محسوس کرتے ہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کو پاکستان حاصل ہونا ان ممالک کی آزادی میں بھی مدد و معاون ہے اسی لئے عرب لیگ نے مسٹر جناح کو اس کی تائید میں تار دیا۔ آخر ہندو منصفانہ تقسیم اور اس کے بعد آزادانہ معاہدات کے قبول کرنے سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ یاد رکھئے اگر آزاد پاکستان سے وہ معاہدہ کرنا نہیں چاہتے تو پاکستان سے متصل دوسرے ملک ہیں جن سے پاکستان بسہولت معاہدات کر سکتا ہے جو اس کے حق میں زیادہ نافع ہو سکتے ہیں۔ بنیادی حقیقت تو یہ ہے کہ اگر پاکستان آزاد اور طاقتور ہوگا۔ پھر نہ اُسے ہندوستان سے کوئی خوف ہو سکتا ہے اور نہ اپنے اجزاء بعیدہ کی حفاظت دشوار ہے۔ ان سب صورتوں اور طاقت حاصل ہونے کے ذرائع پر پاکستان کے حامیوں نے اچھی طرح غور کر لیا ہے۔

(۸) اس کا فیصلہ آزادی کی نوعیت معلوم ہونے اور اس وقت کے حالات کا جائزہ لینے پر موقوف ہے۔ ابھی سے کچھ کہنا قبل از وقت اور نا تمام ہوگا۔

والسلام

شبیر احمد عثمانی - از دیوبند
۲ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ م ۸ نومبر ۱۹۴۵ء

مکتوب (۳)

(۱) مسلم لیگ میں بعض بے دینوں کا جمہور مسلمین کے ساتھ شریک ہو جانا اگرچہ غلطی ہے مگر مسلمانوں کے لئے اس کی شرکت و حمایت سے مانع نہیں۔

(۲) اور نہ بمقابلہ کفار مجاہرین مسلم لیگ کی حمایت کرنے والے علماء پر کوئی الزام۔

(۳) لیگ میں اگر بعض بے دین شریک ہیں تو کیا کانگریس اس سے بری ہے

(۴) مشکلات موجودہ کا صحیح حل۔

سوالات از مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی امرتسری

حضرت مخدومنا و مولانا المکرم مدظلکم العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی!

آج روزنامہ "نوائے وقت" لاہور میں آپ کا ایک اعلان نظر سے گذرا جس میں آپ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کو ووٹ دیں۔ اس اعلان میں یہ بھی لکھا ہے کہ:۔

"مسلم لیگ مسلمانوں کے لئے سفینۂ نجات ہے"

یقین نہیں آتا کہ یہ اعلان آپ ہی کی طرف سے ہو اگر فی الواقع یہ آپ ہی کا اعلان ہے تو میں اس کے متعلق چند گذارشات پیش خدمت کرنے کی جرأت کرتا ہوں امید ہے کہ آپ براہ کرم اولین فہرست میں جواب باصواب سے مجھے سرفراز فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ مسلم لیگ کے ممبر کمیونسٹ بھی ہیں اور کمیونزم کی بنیاد دہریت اور عداوتِ مذہب پر قائم ہے۔ مرزائی بھی لیگ کے ممبر ہیں اور ان کی دونوں پارٹیاں (قادیانی اور لاہوری) الیکشن میں لیگ کو کامیاب بنانے کے لئے سر توڑ کوشش اور انتہائی جدوجہد کر رہی ہیں۔ بلکہ مرزا محمود قادیانی نے اعلان کر دیا ہے کہ "مسلم لیگ کی کامیابی" احمدیت" کی کامیابی ہے"۔ ان کے علاوہ آج لیگ کی سیاست پر وہ شیعہ لیڈر چھائے ہوئے ہیں جنھوں نے تبرا ایجی ٹیشن میں تبرائیوں کو ہر طرح امداد دی۔ جس جماعت کی تشکیل اس قسم کے بددینوں اور مرتدوں سے عمل میں لائی گئی ہو اور جو جماعت کمیونسٹوں اور مرزائیوں کو "مسلمان" ہونے کا سارٹیفکیٹ دیتی ہو اس جماعت کو "سفینۂ نجات" قرار دینا آپ کی ذاتِ گرامی سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ از راہِ لطف و کرم مطلع فرمائیے کہ کیا مذکورہ بالا اعلان آپ ہی کا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہو تو براہ کرم اس کی توجیہہ بیان فرمائیے۔ اور اگر یہ اعلان

آپ کا نہیں ہے تو اخبارات کے ذریعہ اس کی تردید فرمائیے۔ تاکہ اہل علم اور دینداں حلقوں میں اس اعلان سے جو اضطراب پیدا ہو گیا ہے دور ہو جائے۔

والسلام مع الاکرام

منتظر جواب

محمد بہاء الحق قاسمی۔ گلیوالی دروازہ امرتسر

جواب از حضرت مولانا عثمانی دامت برکاتہم

کرم فرما، محترم دامت برکاتہم

بعد سلام مسنون آنکہ گرامی نامہ صادر ہوا۔ ممنون فرمایا۔ لوائے وقت تو میں نے دیکھا نہیں مگر اس قسم کا ایک اعلان کسی کے استفسار پر نکلا ہے جس کے اصل الفاظ اصل مقصد کے بیان کے بعد یہ ہیں: "اس مقصد کے پیش نظر میں مسلم لیگ کو اس وقت مسلمانوں کے قومی و سیاسی استقلال کے لئے سفینۂ نجات تصور کرتا ہوں"۔

میں جناب سے دریافت کرتا ہوں کہ مسلمانوں میں اس وقت کوئی جماعت بجز مسلم لیگ کے یہ دعویٰ لیکر کھڑی ہوئی	مسلمانوں کے قومی و سیاسی استقلال کی دعویدار اسوقت صرف مسلم لیگ ہے، اس مقصد کیلئے اس کو سفینۂ نجات کہنا صحیح ہے

ہے کہ الیکشن میں یہاں کے مسلمان ایک جداگانہ اور مستقل قوم ہیں اور ان کو یہاں کی دوسری قوموں سے ایسی پوزیشن میں رہکر معاملہ طے کرنا ہے۔ کیا اس خاص حیثیت سے مسلم لیگ کی سفینۂ نجات نہیں۔

مسلم لیگ میں بعض بے دینوں کا جمہور مسلمین کے ساتھ شریک ہو جانا اگرچہ غلطی ہے مگر اس کی شرکت و حمایت سے مانع نہیں اور نہ حمایت کرنے والے علماء پر اس کا الزام

اب رہا مسلم لیگ کی تشکیل کا قصہ۔ اس کے متعلق گذارش ہے کہ اس تشکیل میں حصہ[1] دار نہ تھے کسی نہ کسی طرح تکوینی طور پر یہ تشکیل ہو گئی جس میں بے خبری یا لاپرواہی سے بہت سے اہل باطل یا بیدین حتیٰ کہ بعض مرتدین کو اس بناء پر شامل کر لیا گیا کہ وہ اپنے مسلم ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ لیگ کو کوئی مذہبی فتویٰ دینا نہیں کہ کون لوگ فی الواقع مسلمان ہیں کون نہیں۔ ان کے دستور میں صرف یہی ہے کہ جو اپنے کو مسلم کہے وہ اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔ میں ان کے اس عمل کی تصویب نہیں کر رہا ہوں مقصد صرف یہ ہے کہ غلط صحیح سے قطع نظر کر کے ایسے لوگوں کو بھی لیگ میں شریک کر لیا گیا اور لاکھوں مسلمانوں کی شرکت

---

[1] خلاصہ یہ ہے کہ اپنے اختیار سے کسی جماعت کی تشکیل خلاف شرع کرنا اور قائم شدہ جماعت میں شرکت جس میں کچھ امور خلاف شرع بھی ہوں مگر مقصد صحیح ہو... ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ فقہاء نے اس فرق کا بہت سے احکام شرعیہ میں اعتبار کیا ہے۔ اپنے اختیار سے امام و امیر فاقد شروط کا نصب کرنا جائز نہیں لیکن کسی طرح بدون ہمارے اختیار کے کوئی ایسا شخص امیر و سلطان بن گیا تو اس کی اطاعت واجب ہے۔ امامت نماز میں بھی افضل القوم کا انتخاب مامور بہ ہے لیکن غیر افضل امام بن جائے تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔ وغیر ذلک ۱۲ بندہ محمد شفیع عفی عنہ۔ [2] ہمارے اکابر نے قادیانیوں اور دوسرے مرتدین کی شرکت جمعیت علماء یا کسی دوسری خالص مذہبی تبلیغی جماعت میں گوارا نہیں فرمائی جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ علماء یا مبلغین کی جماعت میں ان کو شریک کرنا ایک گونہ اسلام کا اقرار و اعلان ہے۔ مسلم لیگ ایک خالص سیاسی جماعت ہے اس کی شرکت میں یہ مانع موجود نہیں۔ مولانا کا اشارہ اسی فرق کی طرف ہے اور بالفرض اس کے یہ معنی نہیں کہ اس شرکت کو جائز قرار دیا جا رہا ہے۔ بلکہ منشا اس میں ہے کہ اس طرح ان لوگوں کی شرکت دوسرے مسلمانوں کو شرکت سے مانع نہیں۔ ۱۲ منہ
محمد شفیع عفی عنہ

اب وہ بدون ہماری ادنیٰ شرکت یا سعی کے ایک مضبوط جماعت بن گئی۔ اندریں صورت ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو اس میں شامل کرنا سخت غلطی اور ایک ناجائز چیز کا ارتکاب کرنا ہے۔ لیکن اصلی بحث یہ ہے کہ ایسی جماعت جس کے نظام میں غالب اکثریت اہل السنۃ والجماعۃ مسلمانوں کی بہت مغلوب تعداد شیعوں کی اور ناقابل التفات کمیونسٹ یا قادیانیوں کی ہے اور دس کروڑ مسلمانوں کے لئے اس کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ اُدھر آئینی طور پر اس کے تمام کام کثرت رائے کے اصول پر انجام پاتے ہیں اور اگر کسی شخص کو اختیارات بھی سپرد کئے جاتے ہیں وہ بھی کثرت یا اتفاق رائے سے ایسی جماعت کے ساتھ ملکر کفار محاربین کے خواہ انگریز ہو یا ہندو یا اور قوم مسلمانوں کے قومی استقلال و آزادی اور نفس کلمۂ اسلام کے اعزاز و اعلاء کی غرض سے کسی نوع کی جنگ کرنا شرعاً کہاں تک درست ہے۔

مسئلہ مذکورہ پر حضرت امام محمد بن حسنؒ کی تصریحات

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمت امام محمد بن الحسن الشیبانی پر کہ انھوں نے یہ مشکل میں ڈالنے والا مسئلہ پہلے سے صاف کردیا۔ اور تصریح کردی کہ اہل حق مسلمان خوارج کے ساتھ ہو کر مشرکین سے لڑیں تو اس میں کوئی حرج[لہ] نہیں۔ کیونکہ یہ جنگ دفع فتنۂ کفر اور اظہار اسلام کے لئے ہوگی۔ اور اسمیں اعلاء کلمۃ اللہ اور اثبات اصل طریق ہے۔ (دیکھو شرح السیر الکبیر للسرخسی ص ۱۴۴ ج ۲)

لہ اور شمس الائمہ سرخسی نے اپنی مبسوط میں بعض وقت بمقابلہ کفار انکی حمایت کو ضروری بھی قرار دیا ہے۔ دیکھو مبسوط جلد ۱۰ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے بمقابلہ ہنود تعزیہ داری کرنیوالے شیعوں کی امداد و حمایت کا فتویٰ دیا ہے جسکو سیدی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے اپنے رسالہ الروضۃ الناضرۃ فی المسائل الحاضرۃ میں بیان فرمایا ہے۔ یہ رسالہ مجموعہ افادات اشرفیہ در مسائل سیاسیہ میں شائع ہوچکا ہے۔ محمد شفیع دیوبندی عفا اللہ عنہ

اس سے شیعہ اور دوسرے فرق باطلہ کا قصہ تو صاف ہو گیا کیونکہ کسی فرقہ کے متعلق اتنی واضح اور اس قدر کثرت سے نصوص صریحہ صحیحہ موجود نہیں جسقدر خوارج کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ جن کے متعلق یہ ارشاد ہوا ہے
- اور یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے ان کو پایا تو عاد و ثمود کی طرح انکو تباہ کرونگا

قادیانیوں کی حمایت لیگ اور اس کی حقیقت

اب رہ گیا کلمہ گو مرتدین کا معاملہ ان کی تعداد لیگ میں لا یعبأ بہ ہے جنکے غلبہ کی کوئی صورت نہیں اور خدا نکردہ آئندہ ایسا ہو تو اس وقت جو حکم ہو گا اس پر عمل کیا جائیگا۔ اب الیکشن کے موقع پر اگر مرزا محمود وغیرہ نے بدون لیگ میں شرکت کے لیگ کی تائید کا اعلان کر دیا یہ ان کا فعل ہے جو ہمارے لئے مضر نہیں۔ اور لیگ کی کامیابی کو احمدیت کی کامیابی بتلانا اسکا سودائے خام ہے۔

ایک چیز اور بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ مرتدین[ل] و ملحدین اس طرح کے نہیں جو نفس کلمۂ اسلام ہی سے اعلانیہ بیزار ہوں۔ وہ بھی بزعم خود مشرکین سے اسی نام پر لڑتے ہیں کہ مشرکین کے غلبہ و تسلط سے مسلم قوم کو بچایا جائے اور کلمۂ اسلام کو ان کے مقابلہ میں پست نہ ہونے دیا جائے۔ اور مسلمانوں کے قومی و ملی استقلال کی حفاظت ہو۔ گو حقیقۃً و باطناً وہ کلمۂ اسلام سے بالکل دور جا پڑے ہوں

ل مرتدین کی اس قسم کو فقہاء کی اصطلاح میں زنادقہ یا ملاحدہ یا باطنیہ وغیرہ کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ان کا ارتداد گو بعض حیثیات سے اشد ہو۔ لیکن اگر یہ لوگ کفار مجاہرین سے بزعم خود اعلاء کلمۂ اسلام کے لئے قتال کریں تو ان کے مقابلہ میں کفار مجاہرین کی اعانت گوارا نہیں کیجاسکتی ۱۲ بندہ محمد شفیع عفی عنہ

جیسا کہ بہت سے علماء نے خوارج کے متعلق بھی ظواہر احادیث کی شہادت کی بنا پر حکم لگایا ہے۔ باعتبار علت خوارج اور مشرکین کے مسئلہ میں اوپر بیان ہوئی وہ یہاں بھی موجود ہے جو قدرے توسیع مسئلہ جو مشائخ عنہا میں پیدا کردیتی ہے۔

شاید سنہ ۴۶ء میں ہمارے بعض اکابر علماء جمعیۃ نے شدومد کے ساتھ مسلم لیگ میں شرکت کرتے وقت اس نکتہ پر نظر کی ہو۔ ورنہ سر ظفر اللہ قادیانی کی رکنیت کے باوجود ہمیں ایک لمحہ کیلئے بھی کیسے شرکت گوارا کرتے۔

قادیانی اور کمیونسٹ اسوقت بھی لیگ میں شریک تھے جب جمعیۃ دہلی نے اسمیں شرکت اور قوت کے ساتھ حمایت کی تھی

مشکلات موجودہ کا صحیح حل

ان تمام چیزوں سے کے علاوہ مسلم لیگ کی ایسی غلطیوں کا علاج بھی یہی تھا کہ ذی اثر علماء کی جماعت جمہور کی طاقت کو ساتھ لیکر اور کثیر تعداد میں اہل حق کو لیگ کا ممبر بنا کر اس کے دستور اساسی کے موافق اکثریت کے زور سے ایسے لوگوں کو نکالنے کی کوشش کرتی نہ یہ کہ فوراً نفس لیگ ہی سے خفا ہو کر کفار مجاہرین کی اکثریت میں (جنکی دشمنی اور ظلم بالکل عیاں ہو چکے ہیں) اپنے وجود کو تحلیل کردیتے۔ اور جو کوشش ایسے حضرات کانگریس میں رہکر کرنا چاہتے ہیں وہ لیگ میں رہ کر بروئے کار لاتے رہا مسلمانوں کی قومی وحدت اور استقلال کا مسئلہ اس پر میرے متعدد مضامین حال میں شائع ہو چکے ہیں۔ انھیں ملاحظہ فرمالیں۔

جناب چونکہ ماشاءاللہ اہل علم ہیں اس لئے ذرا تفصیل سے جواب عرض کرنے کی ہمت ہوئی۔ یقین ہے کہ میرا مطلب اخذ کرتے وقت کسی ایک دو جملے کو پورے مضمون سے علیحدہ نہیں کریں گے۔

اخیر میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ جناب نے اس وقت دوسری طرف مشرقی پر بھی نظر کی کہ اُس کے ساتھ آج ہمارے علماء و زعماء کا کیا معاملہ ہے کیا اس کا فتنہ آپ کے نزدیک قادیان کے فتنہ سے کم ہے۔

لیگ پر اگر بعض بے دینوں کی شرکت کا الزام ہے تو کیا کانگریس اس سے بَری ہے۔	نیز کانگریس میں ہر قسم کے لوگ بیشمار۔ ہندو، عیسائی، سکھ، مرتد،

دہرے، اور اگر چاہیں تو قادیانی اور مشرقی بھی شریک ہو سکتے ہیں یعنی کسی کیلئے ممانعت نہیں۔ کیا محض سیاست کے حیلے ایسی جماعت کی شرکت جناب کے خیال میں درست ہے۔ کیا جناب اُدھر بھی کچھ توجہ فرمائیں گے۔

والسلام۔

شبیر احمد عثمانی۔ از دیوبند

۱۹ر ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

۲۵ر نومبر ۱۹۴۵ء

مکتوب (۳)

(۱) مسلم لیگ کے مخالف علماء کا اقتدار کس نے کم کیا۔

(۲) بعض غیر ذمہ دار لیگیوں کے ناگوار افعال کے ساتھ ان علماء کے تلامذہ و مریدین کی حرکات بھی ملاحظہ ہوں۔

(۳) ہندوؤں کے ساتھ ملکر جمہوریت مسلمین کے خلاف محاذ قائم کر لینا کسی طرح مشکل کا حل نہیں ہو سکتا۔

(۴) اصلاح حالات کی بہترین صورت۔

سوالات از مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان بریلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفتر الفرقان بریلی ۳۰ ذی الحجہ سنہ ۶۲ھ

حضرت مخدومنا۔ دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بخیر و عافیت ہو یہ عریضہ ایک نہایت گہرے تاثر سے لکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ غور سے ملاحظہ

جواب از حضرت مولانا عثمانی دامت فیوضہم

مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(خط کے جواب طلب جملوں پر نمبر ڈالکر جواب لکھا گیا ہے)

(۱)

یہ مایوسی امکانی جد و جہد اور استفراغ کے بعد ہوئی یا محض حالات کو دیکھ کر مایوس ہو بیٹھے۔ غالباً سنہ ۳۹ء میں اجلاس جمعیۃ العلماء

فرما کر جواب سے سرفراز فرمایا جاوے گا۔

(۱) حضرت کو غالباً علم ہوگا کہ ۳۷ء میں جنرل انتخابات کے بعد جب کانگریس نے وزارتیں قبول کرلیں اور اس کے بعد جو خاص نہج پر ایک سیاسی آویزش شروع ہوئی اور ہمارے بزرگان جمعیۃ نے جو راہ عمل اپنے صوابدید سے اختیار کی تو یہ عاجز اس سے متفق نہ رہ سکا اور جب اس (۱) پالیسی میں ترمیم و تبدیلی سے مایوسی ہوگئی تو جمعیۃ کے نظام سے بھی الگ ہوگیا اور عمومی رکنیت سے بھی معذرت کردی اور ابتک بھی الگ ہی ہوں۔ (۲)

(۲) مسلم لیگ کی سیاست بھی کسی دن دل کو نہیں لگی اور اس لئے اس سے بھی کسی طرح کا کوئی عملی حصہ نہیں لے رہا ہوں۔

(۳) لیکن اس انتخابی ہنگامے میں مسلمانوں کے دین و اخلاق کا جو خون ہو رہا ہے اور دیانت و آدمیت جس بری طرح

دہلی کے موقعہ پر یاد ہوگا کہ آپ نے قبل از اجلاس کچھ گفتگو مجھ سے کی تھی مجھے بہت کچھ امید ہوگئی کہ آپ جیسے لوگ وہاں میری ہمنوائی کریں گے۔

میں ورکنگ کمیٹی میں دو روز تک ان حضرات سے بحثتا رہا خیر اس میں تو آپ شامل نہ تھے۔ پھر سبجکٹ کمیٹی میں مسئلہ آیا آپ بھی اس میں شریک تھے۔ میں نے اپنے خیالات کا برملا اظہار کیا مجھے یقین تھا کہ آپ اس کی تائید میں آواز اٹھائیں گے مگر میں نے دیکھا کہ مولانا حسین احمد صاحب مدنی کی تقریر پر کوئی شخص نہ بولا چنانچہ تھوڑی دیر بعد میں وہاں سے اٹھکر چلا آیا اس کا بھی کوئی احساس آپ حضرات کو نہ ہوا۔

آپ آج لیگیوں کے

مسلم لیگ کی حمایت اگر جرم ہے تو اسکی پہلی مرتکب جمعیۃ علماء ہند ہے

جس طغیان و عدوان کا ماتم کر رہے ہیں اس کی بنیاد فی الحقیقت ہمارے علماء

پامال اور ذبح کی جارہی ہے اور شیطنت
درندگی کے تمام اوصاف جس وسیع پیمانہ
پر امت میں اس وقت فروغ پارہے
ہیں، اخباروں میں اس کا حال پڑھ پڑھ
کر اور مقامی حالات کو اپنی آنکھوں سے
دیکھ دیکھ کر مجھ جیسے ایک عامی اور سیاہ کار
کے دل پر بھی جو کچھ گذر رہی ہے لفظوں
میں اس کی تعبیر سے عاجز ہوں۔ میں
اپنے تاثر و احساس پر قیاس کر کے قسم
کھا سکتا ہوں۔ کہ اگر جناب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اس دنیا
میں تشریف لے آئیں اور ہمارے اس
الیکشنی ہنگامے اور اس کے سلسلے میں
جو کچھ ہو رہا ہے اس سب کو دیکھیں تو
یقیناً آپ کو اتنا عظیم صدمہ ہوگا کہ اس
سے پہلے شائد کوئی سانحہ اتنا تکلیف
دہ نہ ہوا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ لاکھوں
مسلمانوں کا کافروں کی تلواروں سے شہید
ہو جانا اور بڑے بڑے ملکوں کا مسلمانوں

نے اپنے ہاتھوں سے اس وقت ڈالی
جب انھوں نے ۳۶ء میں مسلم لیگ
کی انتہائی حمایت شروع کی اس کے
بورڈ میں شامل ہو کر تمام مسلمانوں کو اسکی
امداد کی طرف گرمجوشی سے متوجہ کیا۔
پھر ۳۷ء میں جب لیگ طاقتور ہوگئی
تو خدا جانے کن جھگڑوں میں پڑ کر اس سے
علیحدہ ہوگئے۔ اور ہندو قوم کی پیروی
میں اس کے خلاف مستقل محاذ جنگ
قائم کر دیا گیا۔

اصلاح حالات کی بہترین اور واحد صورت

حالانکہ اصلاح حالات کی اگر نیت کوئی سہل صورت
تھی تو یہی کہ عام مسلمانوں کو کثیر تعداد میں
لیگ کا ممبر بنا کر آئینی اکثریت پیدا کرنے
کی سعی کی جاتی اور افہام و تفہیم یا معقولیت
کے ساتھ نصیحت و فہمائش اگر مؤثر نہ
ہوتی تو جمہور کی اخلاقی طاقت سے کام
لیتے جب انہیں سے کوئی چیز نہ ہوئی اور
لیگ کا اثر بڑھتا گیا اور اس کے قائد کی

کے ہاتھ سے نکلکر کافروں کے ہاتھ میں چلا جانا بھی مزاج نبوی کے لئے اتنا تکلیف دہ نہیں جتنا کہ مسلمان قوم کا دین اور اخلاق وآدمیت کو خیرو باد کہکر شیطان ودرندہ بن جانا اور صرف سیاسی اختلاف رائے کی وجہ سے خصوصاً صلحاء وعلماء کی آبروؤں اور جانوں کے درپے ہو جانا۔

(۴) اخباری اطلاعات اور دیگر نجی ذرائع سے جو کچھ علم میں آتا ہے اور یہاں بریلی میں جو کچھ خود دیکھ رہا ہوں اسکی بنیاد پر یہ بھی یقین پیدا ہو گیا ہے کہ شیطنت ودرندگی کا یہ فروغ اسوقت تک یک طرفہ سا ہے۔ یعنی اس بارہ میں جو ترقیاں ہو رہی ہیں وہ عموماً لیگ والوں میں ہی ہو رہی ہیں ممکن ہے کہ بعض مقامات پر ایسا نہ ہو یا کہیں اسکے برعکس بھی ہو۔ لیکن جہانتک میرا علم ومشاہدہ ہے وہ یہی ہے کہ لیگی کیمپ

پوزیشن نے کم ازکم سلطان متغلب کی نوعیت اختیار کرلی تو ہم وہاںسے کٹ کر ہندو اکثریت میں مدغم ہو گئے۔

۲

گر کم ازکم آپ کو یکسوئی سے پہلے مسلم لیگ کی سیاست پر کسی ماہر سے تبادل خیالات کرنا مناسب تھا اس کے بعد جو سمجھ میں آتا کرتے کیونکہ فی الوقت ملک وقوم کی سیاست ایک فیصلہ کن مرحلہ پر ہے

۳

کیا چند شریر اور فتنہ انگیز اشخاص کا نام مسلم قوم ہے۔

۴

لیگ کے بعض غیر ذمہ دار افراد کی بعض ناشائستہ حرکات کا شکوہ اور اس کا جواب۔ جمعیۃ علماء ہند کے حامیوں کی حرکات سے موازنہ۔

مبالغہ کی حد ہو گئی۔ میرے بھائی محض سیاسی اختلافات کی بناء پر تو کبھی کبھی خون کی ندیاں بہ گئی ہیں اور غیر ضروری فروعی مسائل

ہی اس وقت دین واخلاق کا مذبح بنے ہوئے ہیں اور ظلم وعدوان اور غنڈہ پن کو انھوں نے اپنا ہتھیار بنا لیا ہے کہ جہاں وہ موقع مناسب دیکھتے ہیں اس ہتھیار کو ضرور استعمال کرتے ہیں

(۵) ۹ ار نومبر ۱۹۴۵ء کو یہاں بریلی میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی تشریف لائے تھے۔ میں چونکہ اس الیکشن سے بالکل یک سو اور غیر متعلق ہوں اس لئے مجھے مولانا کی تقریر تو سننی نہ تھی البتہ حالات کا مطالعہ کرنے کے لئے اور اس واسطے کہ اخبارات وغیرہ سے مسلمان قوم کے فسادِ مزاج کا جو عمومی اندازہ مجھے ہو رہا ہے مشاہدہ سے اس کی تصحیح کر سکوں۔ میں بھی چلا گیا۔ اور خاص جلسہ گاہ میں بیٹھنے کو بجائے الگ ایک ایسے مقام پر کھڑا ہو گیا کہ سب کچھ وہاں سے دیکھ سکوں پھر بد نصیبی نے جو کچھ دکھایا زبان یا

کی بحثوں میں بڑے بڑے ائمہ کو خود مسلمانوں کے ہاتھوں سے وہ ذلت انگیز اور اہانت آمیز ایذائیں پہنچی ہیں جنکو پڑھ کر صدیوں کے بعد بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ میں شیطنت، بہیمیت اور درندگی کا جواز ثابت نہیں کر رہا ہوں۔ اس قسم کے واقعات سنکر میرا دل بھی آپ سے کم متاثر نہیں صرف خبر اور معائنہ کا فرق ہے لیکن تاثرات کے بیان میں اس قدر مبالغہ آپ جیسے ذی علم اور باخبر شخص سے بہت ہی حیرت انگیز ہے آپ کے بیان سے تو اندازہ ہوتا ہے کہ گویا تاریخ اسلامی میں کبھی کوئی سانحہ اس کی برابر پیش ہی نہیں آیا۔ بیشک جو واقعہ آپ کی آنکھوں کے سامنے گذرا نہایت رنجدہ۔ ایذا رساں اور افسوس ناک تھا۔ مگر میں گمان کرتا ہوں کہ بعض اسی نوعیت کے دوسرے واقعات کو آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تو شاید

قلم سے کسی طرح بھی اسکو ادا نہیں کیا جاسکتا۔ گالیوں اور بدتمیزیوں کا ایک عجیب وغریب طوفان تھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب کے سب نہ صرف دین و اخلاق ہی کو خیر و باد کہہ کر آئے ہیں بلکہ ادنیٰ درجہ کی انسانیت کا جامہ بھی اتار کے بھوت اور درندے ہوگئے ہیں۔

غدار کہہ کہہ کر کسی کے خلاف نعرے لگانا تو آجکل کا عام فیشن ہے اس کا توذکر ہی کیا لیکن اس کے علاوہ جو سخت متعفن اور گندی غلیظ گالیاں ان لوگوں نے بکیں اور خالص حیوانیت وشیطانیت کے جو شرمناک اور انسانیت سوز مظاہرے کئے اور جوتے۔ ڈنڈے اور ہاکیاں دکھا دکھا کے جس اخلاق باختگی کا نمونہ دکھایا اور پھر آخر میں جس بے دردی کے ساتھ ہمارے جلسہ پر پتھراؤ کیا جس سے قریباً پچاس ساٹھ یا اس سے بھی زیادہ آدمی زخمی ہوئے اور جن میں سے اس سے کم اگر زیادہ نہ ہوتے۔

وہ قضیہ کسی کالج اور اسکول کے طلبہ کا نہیں بلکہ ایک مشہور دارالعلوم کے طلبہ کا ہے جس کے آپ رکن بھی ہیں۔ اس دارالعلوم کا ہے جو دین۔ علم اور اخلاق و روحانیت کا مرکز ہے۔ جہاں بخاری کی کتاب الادب پڑھائی جاتی ہے۔

بریلی میں جن شریروں نے یہ حرکات کیں وہ مولانا کے مرید یا شاگرد نہ تھے اور اپنے زعم میں یہ سمجھ رہے تھے کہ مسلم قوم کو ہندوؤں کا دائمی غلام بنایا جا رہا ہے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ مولانا الیکشن کے سلسلے میں دورے کر رہے ہیں۔ وہ ہی مضامین یہاں بیان کریں گے۔

لیکن دارالعلوم کے طلبہ نے اس شخص کے حق میں وہ حرکات کیں جو ادارے کا صدر اور ان کے اکثر استادوں

بعض رات بھر بیہوش رہے۔ جلسہ گاہ
کے گرداگرد کئی جگہ سڑک کوٹنے کے لئے
پتھروں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ صرف
میرے قریب والے ایک ڈھیر سے پتھر
اٹھا اٹھا کر جو لوگ بلاتوقف اور مسلسل
پتھر برسا رہے تھے ان کی تعداد میرے
اندازے میں ۱۰۰ کے قریب ہوگی مجھے تو
حیرت ہے کہ جلسہ کا کوئی آدمی بھی کیونکر
صحیح و سالم رہا۔ بہرحال شیطنت اور
درندگی کا یہ منظر جن لوگوں نے اپنی
آنکھوں سے نہیں دیکھا یہ واقعہ ہے کہ
وہ کبھی بھی اس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے
پھر یہ حرکتیں کرنے والے محض جاہل عوام
ہی نہ تھے بلکہ اس کی قیادت کالجوں
اور اسکولوں کے وہ تعلیمیافتہ اور وہ
زیر تعلیم طلبہ کر رہے تھے جو اس وقت
مسلم لیگ کی روح حیات اور اس کے
جسم کا خون بنے ہوئے ہیں بلکہ کہنا چاہئے
کہ مسلم لیگ اسی طبقہ کا نام ہے اس

کا بلاواسطہ یا بالواسطہ استاد تھا۔
فحش اور گندی گالیاں لکھ لکھ کر بھیجیں
جو بازاری لوگ بھی استعمال نہیں
کر سکتے۔ کارٹون بنا کر لگائے۔ جنازے
نکالے اس پر لکھا کہ ابوجہل کا جنازہ
جا رہا ہے۔ نعروں کا تو ذکر ہی کیا۔
۱۵ طلبہ نے قتل کے حلف اٹھائے۔
محلہ کی مسجد کے اندر دیوار پر لکھا کہ
اس مسجد میں نماز جائز نہیں کیونکہ
فلاں شخص اس میں نماز پڑھتا ہے۔
نیچی داڑھیوں اور لمبے کرتوں کا مذاق
اڑایا۔ ان حرکات کو دیکھ کر بہت
سے استاد اور ذمہ دار خوش
ہوتے تھے۔ اور ایسے نالائق مفسدوں
کی پرزور حمایت وہاں کی سب سے
بڑی ذمہ دار مجلس نے برملا کی۔
جس کے ایک رکن اب آپ بھی
ہیں۔ کسی کی زبان سے حرف ملامت
بھی نہ نکلا حالانکہ وہ ان کے کنٹرول

یورش کے کرنے والے کئی سو لیگی تھے جن میں غالب ترتعداد (۵) ان تعلیمیافتوں ہی کی تھی سب سے زیادہ تاریک اور اہل دین کے لئے قابل غور پہلو اس مظاہرہ کا یہ تھا کہ ہندو یا کانگریس کے بجائے ان تمام گندگیوں کا نشانہ صرف مولویت اور ملّائیت اور اس کے لوازم کو بنایا جا رہا تھا صاف نظر آرہا تھا کہ اس سارے لشکر کو اصل غیظ صرف مولوی اور ملّا اور اسلامیت کے ان بچے کھچے نشانات سے ہے۔ جن کا حامل اب بیچارہ مولوی رہ گیا ہے۔ پھر یہ سارا طوفان بدتمیزی کسی تقریر پر مطلق نہ تھا بلکہ صرف مولانا کی آمد پر اس انداز سے گویا استقبال کیا گیا تھا تقریر کی تو نوبت ہی نہیں آئی۔

اس طرح کا منظر دیکھنے کا میرے لئے یہ پہلا موقع تھا اور اب میں اس یقین کو باآسانی اپنے دل سے نہیں ہو سکتا میں تھے۔

ہمارا کنٹرول کالجوں کے طلبہ اور عوام پر کیا ہے۔ پھر بھی ہم نے سخت ترین الفاظ میں ملامت تنبیہ اور اظہار بیزاری تو کیا۔ افسوس آپ کی نظر کبھی ادھر ملتفت نہیں ہوئی۔ یہ سب کچھ اس جماعت کی طرف سے ہوا جو دنیا کی ہادی بننے والی ہے۔

کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو علماء کی ان حرکات سے کوئی صدمہ نہیں پہنچتا ہوگا۔

۵

مگر یہ طوفان لایا ہوا کس کا ہے اس کے اصل اسباب پر غور کیجئے جن کی طرف ہلکا سا اشارہ دوسرے خط میں کر چکا ہوں۔

کہ ان لیگی عناصر کے ہاتھ میں کسی اقتدار کا آنا بدترین دشمنِ دین طاقت کے پاس اقتدار جانے کے مرادف ہے۔ اور دین و اہلِ دین کو جو نقصان اس اقتدار سے پہنچ سکے گا غالباً انگریز اور ہندو نہ پہنچا سکیگا۔ اگر یہ اپنی خواہشات کے مطابق دین کا مثلہ بھی کرنا چاہیں گے اور اہلِ دین کو اگر پھانسیاں بھی دیں گے تو اسلامی مفاد کا نعرہ لگا کر اور غدار غدار کا شور مچا کر دیں گے اور مسلم قوم کے مفاد کے نام پر عوام مسلمانوں کو بھی اتنا گمراہ کر سکیں گے کہ پھر رائے عامہ ان سے کوئی احتساب نہ کرے گی۔ انگریز یا ہندو کو کبھی یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ کئی سال ہوئے ایک بہت بڑے مسلمان سرکاری عہدہ دار نے (جو غالباً سر کا خطاب بھی رکھتے ہیں) مجھ سے دورانِ گفتگو میں کہا تھا کہ آپ لوگ اور آپ کے یہ مذہبی گھروندے (مدرسے اور خانقاہیں) صرف اس لئے

۶ ———

مسلمانوں سے بدگمانی اور ہندوؤں سے حسن ظن ۔

یہ آپ کی حد سے زائد بدگمانی کلمہ گو مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ یا حد سے زائد حسنِ ظن ہندو اور انگریز کے ساتھ۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

۷ ———

علماء کے اقتدار کی یہ تدبیر غلط ہے کہ ہندوؤں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف محاذ بنایا

پھر اس مسئلہ کا حل آپ کے نزدیک کیا ہے کیا یہی کہ بڑے بڑے علماء اور کام کرنے والے لوگ مشرکین اور کفار مجاہرین کے ساتھ مل کر لیگ کے مقابلہ میں محاذ بنائیں۔ اس کے نتیجہ میں دس کروڑ فرزندانِ اسلام کو ہندو اکثریت کا دائمی غلام بنائے رکھیں۔ اور دوسری طرف غیظ و غضب اور نفرت و عداوت

ہندوستان میں باقی ہیں کہ انگریزی حکومت
کی پالیسی ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے جس
دن پالیسی بھی ہمارے ہاتھ میں آجاویگی
ہم آپ لوگوں اور آپ کے ان اڈوں کو
ختم کردیں گے۔ اور ہذا اخلت فی الدین کے
نعروں سے آپ عوام میں جو ہیجان انگریز
یا ہندو کے خلاف پیدا کردیتے ہیں ہمارے
خلاف پیدا نہیں کرسکیں گے۔ ہم جو کچھ
کریں گے مسلمان قوم کو ساتھ لیکر کریں گے
اور رائے عامہ کو اتنا زیادہ تیار کردیں گے
کہ وہ آپ لوگوں کو اپنے مفاد کا دشمن اور
قابل قتل سمجھنے لگیں گے جیسا کہ ترکی میں
ہوچکا ہے۔

بریلی میں جس دن سے یہ ہنگامہ دیکھا ہو
مجھے برابر ان صاحب کی یہ گفتگو یاد
آتی رہتی ہے۔

جس دن سے بریلی میں یہ واقعہ میری
آنکھوں نے دیکھا ہے میں دین اور
اہل دین کے مستقبل کے بارہ میں سخت

کی اس آگ کو بیش از بیش مشتعل
کرتے رہیں جو سیاسی اختلاف کی
بنا پر نئی اور پرانی روشنی والوں
میں خوب بھڑک چکی ہے۔ کیا آپ
سمجھتے ہیں کہ علماء کی موجودہ روش سے
اب مسلم لیگ یا مسلم لیگ والے ختم
ہوجائیں گے یا آئندہ حکومتی اقتدار
ان کی جگہ انگریز یا ہندو ہمارے
علماء کے سپرد کردیں گے۔ اگر یہ
تصور ہے تو خوش فہمی کی انتہا
ہوگئی۔ اگر غور کروگے تو ان مشکلات
کا حل بجز اس کے کچھ نہیں جس کیطرف
میں اوائل تحریر میں اشارہ کرچکا ہوں
کہ کانگریس کے رحم و کرم پر پڑے رہنے
کے بجائے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم
پر سب ملکر قبضہ اور فاسد عناصر سے اسکو
صاف کرو۔ اور اصلاحی اور ارتقائی
دونوں قسم کی مساعی جاری رکھو۔

فکرمند ہو گیا ہوں۔
یہ واقعہ ہے کہ سیاسی ملکی میں عدم توافق کے علاوہ یوں بھی حضرت مولانا مدنی سے میرا ایسا خاص تعلق نہیں ہے جیسا ان کے خواص کو ہو گا اس لئے میرے یہ تأثرات محض ان کی شخصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ میرے نزدیک یہ معاملہ دین اور اہل دین کا ہے۔ اور سب سے زیادہ ہمارے ان حضرات کی توجہ کا مستحق ہے جو لیگ کی حمایت فرما رہے ہیں۔ میرے نزدیک اس صورت حال کی اصلاح کے لئے یہ بالکل ناکافی ہے کہ کبھو کبھی کسی بیان کے ضمن میں اسکے متعلق چند لفظ لکھ دیئے جائیں بلکہ ضرورت ہے کہ اس مسئلہ کی واقعی ضرورت کو محسوس کر کے اس کو اپنی توجہ اور کوشش کا خصوصی مرکز بنا لیا جائے۔ ہمارے جو بزرگ (۸) لیگ کی حمایت میں خیر کا پہلو دیکھتے ہیں ان سے گزارش ضروری ہے

۸

آپ کے وہ کون کون ذی اثر بزرگ لیگ میں شامل ہیں۔ ایک چنا تو بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا۔ یہ مشورہ ان حضرات کو بھی دیجئے جو اپنی بے انتہا جد و جہد سے دوسری طرف خاص مقام حاصل کر چکے ہیں کہ وہ مع آپ کے ادھر آ جائیں تا کہ سب کے اتحاد سے کایا پلٹ ہو سکے۔

۹

ہر شخص اپنی وسع اور طاقت کے موافق ہی کام کر سکتا ہے اور اگر اللہ چاہے تو کسی ضعیف و معذور کے تھوڑے سے کام میں بہت برکت دے سکتا ہے۔ پھر جب کوئی شخص عوام میں بے اثر ہے اس کی معمولی سی ایک آدھ تحریر سے مولانا مدنی کے طوفانی دوروں کے بالمقابل کیا خاص فائدہ لیگ کو پہنچ سکتا ہے۔ اور اگر یہ معمولی تحریر عوام پر کچھ مؤثر ہے تو آئندہ کوئی اصلاحی اقدام بھی انشاء اللہ ایک

کہ لیگ کے لئے وہ اتنا زیادہ کام عوام
میں آکر کریں کہ عوام سب سے زیادہ ان سے
متاثر ہوں۔ آزاد خیال مسلمانوں کے
طبقے میں اپنی بے انتہا جدوجہد کی وجہ
سے حضرت مدنی کو جو مقام حاصل ہے
(۹)

اگر آپ حضرات ایسی ہی بے تحاشا کوشش
سے لیگ کی دنیا میں ایسا ممتاز مقام
حاصل نہیں کرتے تو آپ کی موجودہ طرز
کی کاغذی حمایت کا نتیجہ ایک بدترین
دشمن دین والسانیت عنصر کو مزید قوت
بہم پہونچانے کے سوا اس نیازمند کے
نزدیک تو کچھ بھی نہ ہوگا۔ لہذا میں اپنی
کمترینی کا پورا احساس کرتے ہوئے
اتنا عرض کرنے کی جسارت کرنے پر مجبور
ہوں کہ جناب والا یا تو حضرت مدنی
کی طرح لیگ کے کام کے لئے کمربستہ
ہوں اور کم سے کم آنے والے صوبجاتی
انتخابات تک جناب کے بھی مسلسل طوفانی
دورے ہوں تاکہ لیگ کی دنیا میں آپکا
درجہ میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ پھر آپ بھی
تو محض کاغذی نصیحتوں پر قناعت نہ کرکے
اس میدان میں تشریف لائیں۔

۱۰

بحالت موجودہ مسلم لیگ کی حمایت کانگریس کے مقابلہ میں کیجاتی ہے
اعتراض کیوقت مقابلہ سے قطع نظر کرلینا بھاری غلطی ہے

آپ ایک سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ لیگ
کی حمایت وتقویت کا ذکر کرتے وقت یہ پیش نظر
نہیں رکھتے کہ یہ تقویت وحمایت مشرکین و
کفار مجاہرین کے مقابلہ پر ہے۔ خوارج کے
متعلق آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ	وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کا جسم چھید کر صاف نکل جاتا ہے
اور لئن ادرکتھم لا قتلنھم قتل عاد وثمود	اگر میں نے ان کو پایا تو عاد وثمود کی طرح انکو تباہ وبرباد کرونگا۔
اور انھم کانوا مسلمین ثم صاروا کفاراً	وہ مسلمان تھے پھر کافر ہوگئے۔

اُنکے دوسرے عقائد وفضائح کو چھوڑ کر شامی کے
ان الفاظ پر غور کیجئے۔

حضرات کا اثر و رسوخ ہو اور دین کی باتوں کیلئے وہاں امکانات پیدا ہوں اور شدید طغیانی کا جو طغیان اس میں اٹھ رہا ہے اس کا انسداد ہو سکے۔ اور اگر طبع سائی اسکے لئے آمادہ نہ ہو تو لیگ کی موجودہ ہیئت اجتماعیہ ہرگز اس لائق نہیں ہے کہ بیانات سے اسکی تائید کر کے اسکو تقویت پہونچائی جائے مجھے معلوم ہے کہ اس طرز کے حمایت کرنے والے حضرات کو لیگی زعماء اپنے آلۂ کار سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے اور ان کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ بلکہ مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ ان کی حمایت کو بھی مخلصانہ اور بے غرض نہیں سمجھتے۔ میں نے خاص تاثر کی حالت میں یہ عریضہ لکھا ہے اور اندازہ ہے کہ اپنے منصب سے یہ میرا تجاوز ہے۔ اسکے علاوہ بھی نہ معلوم کیا کیا بے اعتدالی سرزد ہو گئی ہو اس لئے استدعاء معافی پر ختم کرتا ہوں۔

یستحلون دماء المسلمین واموالھم ویکفرون الصحابۃ وہ مسلمانوں کے خون اور مال کو حلال سمجھتے ہیں اور صحابہ کو کافر کہتے ہیں ان خوارج کو اگر مشرکین سے قتال کی نوبت آئے تو امام محمدؒ لکھتے ہیں کہ اہل حق کے لئے ان کی اعانت و امداد کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ وہ بہرحال اصل کلمۂ اسلام اور اثبات اصل طریق کے لئے لڑ رہے ہیں۔ جو علت بیان کی گئی ہے وہ یہاں موجود ہے۔ پھر امام محمدؒ نے یہ بھی شرط نہیں لگائی کہ اعانت جب صحیح ہے جبکہ اہل حق کا اس سے غلبہ حاصل ہوتا ہو۔ اس مسئلہ کو جس قدر گہری نظر سے دیکھا جائیگا انشاء اللہ اسی قدر خلجانات سے نجات مل جائے گی۔

---

(۱) یہ سمجھا کریں۔ کیا ہم نے اس لئے کوئی کام کیا ہے کہ وہ قدر کریں اور ہم کو مخلص سمجھیں۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری نہیں

آخر میں پھر مکرر معروض ہے کہ امت اس
وقت جس ابتلا میں ہے اس کے لئے
دعائیں بھی فرمائیں اور اصلاح حال کے
لئے سعی بھی والسلام
خادمکم محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

کہ وہ سب کو خودغرض ہی سمجھتے ہوں۔
مولوی صاحب اخلاص اگر ہو گا تو اپنا
اثر لائے بدون نہ رہے گا۔ والسلام
شبیر احمد عثمانی عثمانی از دیوبند
۹ر دسمبر ۱۹۴۵ء ۲۳ر محرم ۶۵ھ

مکتوب (۴)

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی کا خط

۷۸۶

جبیب روڈ۔ لدھیانہ
۱۷ر نومبر ۱۹۴۵ء

حضرت استاذ المکرم علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ جو فتوےٰ ہمارے قتل کے جواز میں کلکتے[۵۱] میں تیار کیا گیا اس پر آپ کے دستخط پڑھ کر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ اس دنیا میں ہر چیز کی امید کرنی چاہیے۔ آپ کے ان دستخطوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حق بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں ہونا چاہیئے۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ والسلام

حبیب الرحمٰن

---

۵۱ جمعیۃ علماء اسلام کے اجلاس کلکتہ میں جو حضرت مولانا عثمانی دامت برکاتہم کا پیغام پڑھا گیا اسکی طرف اشارہ ہے۔

جواب حضرت مولانا عثمانی دامت برکاتہم

برادر محترم! بعد سلام مسنون آنکہ نوازش نامہ پہنچا۔ بحمداللہ اس کے مضمرات کو میں نے سمجھ لیا۔ اپنے مسلک سیاسی کے خلاف میری نرم سے نرم تحریر کو فتوی قتل سے تعبیر کرنے کی کوئی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا عام حالات کا جائزہ لیکر اس پر کوئی رائے قائم کرنا اور زیادہ سے زیادہ مہذب انداز میں اس کا اعلان صرف آپ ہی حضرات کا حق ہے۔ کسی دوسرے کو اس کی آزادی نہیں۔ اور اگر محض تعلقات کی بناء پر یہ شکوہ کیا گیا ہے تو اس کا جواب اگر کبھی ملاقات ہوئی تو زبانی عرض کردوں گا۔

اگر میرے طرز عمل سے آپکو یہ واضح ہو گیا کہ حق بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرنا چاہئے تو یقیناً میں اس سے خوش ہوں بشرطیکہ اسی طرز و شان سے حق کہا جائے۔ جس طرح میں نے کہا ہے۔ اگر بدلحاظی کا جواز اس سے نکالا جاتا ہے تو حسبنا اللہ ونعم الوکیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔ والسلام

العبد

شبیر احمد عثمانی۔ از دیوبند

۱۴ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ۔ ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء

مکتوب (۵)

(۱) مسلم لیگ سے جو اندیشہ کیا جاتا ہے اگر وہ واقع ہوا تو اس کے ذمہ دار کانگریس کی حمایت کرنے والے حضرات ہوں گے۔

(۲) مسلم لیگ میں اگر چہ بے دین بھی شریک ہیں تو کانگریس بھی کوئی دینداروں کی جماعت نہیں۔

(۳) علماء کی موجودگی میں مسٹر جناح کی قیادت۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی کا دوسرا خط

استاذ المکرم حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا گرامی نامہ پہنچا۔ جواب کا بہت بہت ممنون ہوں۔ آپ کی عزت اور محبت جس قدر میرے دل میں ہے اس کا اندازہ آپ نہیں فرما سکتے۔ آپ نے مجھ ہی کو نہیں بلکہ اپنے سیکڑوں بے غرض مخلص محبت کرنے والوں کو بے گناہ قتل کر دیا ہے۔ جناح کی قیادت کا اعلان اور پاکستان کی حمایت کو سوائے قتل کے فتوے سے اور کن الفاظ سے تعبیر کیا جائے کس کی مجال ہے کہ کوئی آپ کو یہ کہے کہ آپ کو اپنی رائے کے اظہار کا حق نہیں۔ لیکن آپ انصاف فرمائیں جو شخص کسی سیاسی جماعت میں کوئی کام نہ کر رہا ہو اسے کسی سیاسی رائے دینے کا کیوں حق حاصل ہے۔ آپ یقینا

فرمائیں کہ آپنے ہمارے ہی قتل کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ آپنے اپنے اور تمام علماء کے خلاف قتل کا فتویٰ دیا ہے۔ زمانہ میری اس بات کی شہادت دے گا اور وقت بتائے گا کہ علماء نے جناح کے پیچھے لگ کر اسلام کو کتنا نقصان پہنچایا۔ آپ آج اس جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ جو قادیانیوں۔ تبرائیوں۔ اور خدا و مذہب کے منکر کمیونسٹوں کو ہمراہ لیکر اسلام کو سربلند کرنے کے لئے چلی ہے۔

آپ کے بزرگواروں کا فتویٰ تو یہ تھا کہ سرسید احمد خاں کے ساتھ اشتراک عمل بھی جائز نہیں، اور ہندوؤں سے ملکر دنیاوی کام چلانے میں کوئی حرج نہیں تقریباً تیس برس کا عرصہ ہوا آپ نے دیوبند میں مجھ سے نصرت الابرار کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ "تمہارے بزرگوں نے سرسید احمد اور قادیانیوں کے بارے میں جس رائے کا اظہار فرمایا وہ ان کا کشف صریح تھا اور انھوں نے مسلمانوں کو گمراہی سے بچالیا" رسالہ نصرت الابرار بھیج رہا ہوں اس پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی دستخط ہیں۔ اللہ کی شان ہے سرسید احمد کو کافر کہنے والوں کی روحانی اولاد اسی سرسید احمد کی روحانی اولاد کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے۔ اور اسی کو اسلام اور مسلمانوں کا نجات دہندہ سمجھتی ہے۔

میں اور مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سہارنپور میں آپ کے اس بیان کا ذکر کر رہے تھے کہ مولانا حفظ الرحمٰن کے آنسو آگئے اور انھوں نے کہا کہ آگے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے ہمارے اور اسلام کے دشمن ہمکو ذبح کرتے تھے اب آپ نے ان کی جگہ لے لی۔ ایک طرف آپ کی عظمت و عزت اور دوسری طرف دشمنان اسلام کے ہاتھوں اپنی اور اسلام کی تباہی دیکھ رہے ہیں اور

خاموش بھی نہیں رہ سکتے آخر آپ ہی فرمایئے، ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں۔
آپ نے لفظ بدلحاظی کا تحریر فرما کر مجھے بہت دکھ پہنچایا۔ میری بدلحاظی کی حقیقت یہ ہے کہ میں نے سہارنپور کے جلسے میں آپ کے اس بیان کا ذکر کرتے ہوئے یہ لفظ کہے ہیں "کہ میں علامہ شبیر احمد عثمانی کی جوتوں کو اپنے سر پر باندھنا فخر اور اپنے لئے باعث نجات سمجھتا ہوں" آپ نے مجھے جناح خیال فرمالیا ہے کہ میں اپنے سے اختلاف رکھنے والے کو گالی دوں اور ان کی بے عزتی کروں۔ میں نے آجتک اپنی کسی تقریر میں معمولی سے معمولی لیگی کے متعلق سخت باتیں نہیں کہی چہ جائیکہ آپ جیسی بزرگ ہستی کے متعلق کوئی سخت بات کہوں۔ یا دل میں بھی لاؤں۔
حضرت اقدس غور سے سنئے یہ مسلم لیگی طبقہ کسی بھی عالم کا وقار اور اس کی عزت کو برداشت نہیں کرسکتا یہ صرف اپنے اقتدار کو بڑھانے کے لئے اور مذہب کو مٹانے کے لئے مذہب کے نام پر آپ حضرات سے کام لے رہا ہے۔ میں نے اعلان کیا تھا کہ اگر مسلم لیگ میں صداقت ہے تو پچاس فیصدی نشستیں علماء کے لئے مخصوص کردے۔ ہم پنجاب سے احرار اور کانگریس کے ٹکٹ پر چھ مستند علماء کو کھڑے کر رہے ہیں۔ اور دو تین دوست مثل علماء کے ہیں۔ عالموں کے لئے میں کوئی شرط نہیں لگاتا عالم ہوں خواہ بریلوی ہوں خواہ دیوبندی ہوں کیوں کہ میرے نزدیک ہندوستان کی آزادی اور ہندومسلمان کے مسئلے کا حل اور مذہب کی حفاظت صرف علماء کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے۔ اسمبلیوں کے اندر اور باہر سیاسیات پر قبضہ ہونا چاہیئے۔ جبتک علماء اسمبلیوں میں پچاس فیصدی نہیں ہوں گے۔ ہندوستان کا مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا۔

اور یہ پاکستانی مسلمان اسمبلیوں کے ذریعہ سے ایسا نصاب تعلیم بنائیں گے جس سے مذہب کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائیگا۔ اور اگر علماء اسمبلیوں کے اندر موجود ہوں گے تو نصاب تعلیم میں مذہب کا خیال رکھا جائیگا۔

حضرت والا کیا یہ حقیقت نہیں کہ جمعیۃ علماء اسلام کلکتہ کو اس لئے وجود میں لایا گیا کہ وہ جناح کی قیادت اور مسلم لیگ کی واحد نمائندگی کی لوگوں میں تبلیغ کرے نہ کہ علماء کی قیادت اور مذہب کی سربلندی کے لئے۔ دوسرے لفظوں میں اس جماعت کا وجود انگریزی اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ آپ خود جانتے ہیں ان میں اکثر وہ علماء ہیں جو تحریک خلافت سے لیکر آجتک ہر اسلامی تحریک کی مخالفت کرتے رہے۔ اگر آپ یا یہ علماء یہ کہتے ہماری تقلید کرو ہم قربانی اور ایثار کے راستے سے ہندوستان کو آزاد کرائیں گے اور اسلام کو سربلند کر کے دکھائیں گے۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جاتا کہ ہم صرف مسجدوں کے ملاں ہی نہیں ہیں بلکہ ہم قرآن شریف کی تعلیم کے ذریعہ سے دنیا کی سیاسی رہنمائی بھی کر سکتے ہیں اور قرآن شریف کی تعلیم ہی سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے تو میرے دل کو بیحد مسرت حاصل ہوتی۔ مگر آپ نے اور جمعیۃ العلماء اسلام نے کہا تو یہ کہا کہ جناح کی تقلید کرو وہی ہندوستان کا سیاسی رہنما ہو سکتا ہے اس اعلان کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن جاننے والے قرآن کے ذریعہ سے سیاسی رہنمائی نہیں کر سکتے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کی عزت اس وقت میرے دل میں اس لئے سب سے زیادہ ہے کہ وہ کانگریس کے صدر ہو کر مذہب اور اسلام کی حفاظت کر رہے ہیں

انھوں نے کانگریس کی صدارت لیکر دہریوں اور تمام غیر مذاہب ہی پر نہیں بلکہ مسلمانوں کے اس غیر اسلامی ذہن رکھنے والے طبقہ پر یہ بات ثابت کر دی کہ قرآن کا عالم اور صرف قرآن کا عالم جو دنیا کی موجودہ تعلیم سے کوئی تعلق نہیں رکھتا وہ اس دنیا میں بڑی سے بڑی سیاسی رہنمائی کر سکتا ہے۔ مولانا آزاد کے اس طرز عمل نے یہ اعلان کر دیا کہ قرآن کا جاننے والا ہی حقیقی معنی میں غلاموں کو آزادی دلا سکتا ہے اور امن قائم کر سکتا ہے۔ کاش آپ آج بجائے جیناح کے مولانا ابوالکلام آزاد کے ساتھ ہوتے تاکہ دنیا پکار اٹھتی کہ قرآن جاننے والے ملاں ہی ہندوستان کو آزاد کرائیں گے۔

مجھ کو آپ کے اس لکھنے سے کہ جیناح کو ہندوستان کا سیاسی لیڈر تسلیم کیا جائے بڑا دکھ ہوا۔ گویا کہ ہندوستان کے قرآن کے مفسر نے انگریزی داں طبقے کے سامنے اقرار کر لیا ہے کہ مولوی سیاست نہیں جانتا اور یہ بھی اقرار کر لیا کہ وقت کی سیاست کو قرآن کا سب سے بڑا مفسر نہ چلا سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے۔ یہ علماء کے قتل کا فتوے نہیں تو اور کیا ہے۔

میرے محترم و مکرم پاکستان الیکشن کے لئے ایک نعرہ ہے۔ الیکشن ختم ہو جائے گا تو مسلم لیگ کانگریس کے ساتھ ملکر وزارتیں بنانے کی کوشش کریگی واحد نمائندگی کا مقصد یہ ہے کہ تمام اقتدار بے دین طبقے کے ہاتھ میں رہے۔ اور سیاسی اقتدار کسی ایسی جماعت کے ہاتھ میں نہ آجائے جو مذہب کی سربلندی اور ہندوستان کی آزادی کی خواہش مند ہو۔ اور یہ بھی میری بات آپ کو خیال شریعت میں رکھنی چاہئے۔ کہ یہ انگریزی طبقہ کانگریس سے صلح کے بعد علماء کو

کھلنے کیلئے علماء کے ہی فتوے پیش کرے گا کہ ان علماء نے ہمیں کانگریس میں شامل ہونے اور وطن کی آزادی سے روکا تھا۔ کیونکہ اس طبقے کے سامنے مذہب نہیں ہے چند نوکریاں اور نشستیں ہیں اور بس۔ اور جب ہندو نے یہ ٹکڑا ان کے سامنے ڈال دیا اور یہ طبقہ انگریز سے مایوس ہو گیا تو پھر یہ طبقہ اپنی ملازمتوں اور نشستوں کے لئے اسلام کو مٹا کر ہندو دوستی کا ثبوت دے گا۔

میں نے اپنے دل کا سارا دکھ ان الفاظ میں آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔

اب آپ کا جی چاہے اپنوں کا ساتھ دیں یا نہ دیں۔ مصیبت زدہ دردمند اور بالخصوص جس کو اپنے ہی نے مارا ہو وہ اچھی زبان اور اچھے الفاظ لکھنے سے قاصر ہوتا ہے۔ معافی کا خواستگار ہوں۔

والسلام

حبیب الرحمٰن

جواب از حضرت العلامہ مولانا عثمانی دامت برکاتہم

برادر محترم دامت برکاتہم

بعد سلام مسنون آنکہ مدت ہوئی خط اور رسالہ "نصرۃ الابرار" مل چکا ہے میں اپنے احوال وعوارض کی وجہ سے جلد جواب لکھنے کا موقع نہ پا سکا۔ اصولی بحث سے آپ کو اولاً میری تحریرات پر شرعاً یا عقلاً تنقید کر کے یہ ثابت کرنا تھا کہ جن مقدمات[1]

[1] ایک نہایت اہم اصولی چیز کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کو نظر انداز کر دینا ہی تمام اشکالات کا سبب بنتا ہے اصول کو چھوڑ کر سرسری اور سطحی چیزوں کو مدار کار بنا لینا غلطیوں کی بنیاد ہے۔ ۱۲۰

پر وہ مبنی ہیں۔ وہ صحیح نہیں۔ محض زوردار اور مبالغہ آمیز الفاظ میں اپنے جذبات یا تخمینیات کا اظہار میرے مسلک کے ابطال کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔

> مسلم لیگ سے جن خطرات کا اندیشہ کیا جاتا ہے اگر وہ پیش آئے تو ان کے ذمہ دار کانگریس کی حمایت کرنے والے ہونگے

جن خوفناک عواقب دینیہ پر آپ متنبہ فرما رہے ہیں، میں بحمد اللہ ان کے امکان سے غافل نہیں۔ لیکن اگر خدانکردہ وہ وقوع میں آ گئے تو اس کا سبب صرف وہ لوگ ہوں گے جو آنکھ بند کر کے ہندوؤں کی کانگریسی سیاست کے پیچھے چل پڑے اور اپنی قوم کے بہترین احساسات اور صحیح نصب العین کو نہایت لاپروائی سے بے سوچے سمجھے ٹھکرا دیا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اگر مستقبل میں آپ لوگوں کی مہلک غلطیوں کا خمیازہ حاملین دین کو بھگتنا پڑا تو میری ذات بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہے گی۔ تاہم اگر میری بہت ہی ناتوان اور ضعیف مگر بروقت کوشش سے ان بُرے نتائج کی شدت میں کچھ کمی ہو گئی، تو میں اسے بھی رب کے حق میں ایک طرح کی خوش قسمتی سمجھوں گا۔ کاش آپ سب حضرات دینداری اور سرفروشی کے سچے جذبے کے ساتھ اس سیاسی ادارے میں داخل ہو کر جس کا دروازہ ہر مدعی اسلام کے لئے ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ سچائی کی طاقت اور جمہور مسلمین کی پشت پناہی سے اس پر قبضہ کر لیتے اور بھیڑ بکریوں کے گلے کو بھیڑیوں کی پاسبانی میں چھوڑ کر دوسری طرف نہ بھاگ جاتے تو اللہ کے فضل سے اس روز سیاہ کے دیکھنے کا کوئی اندیشہ نہ رہتا جس کے تصور سے آپ گھبرا رہے ہیں (اور وقت نہیں گیا اب بھی ایسا کر سکتے ہیں)، آپ لوگوں نے اپنی قوم کا ساتھ دینے اور ان کی غلط کاریوں کی اصلاح کرنے کے بجائے کھلم کھلا ایسا رویہ اختیار کر لیا جو قوم سے بیوفائی

اور احکام شرعیہ سے لاپروائی کی طرف مشعر ہے۔

مسلم لیگ سے مضر اسلام قوانین کا اندیشہ کرنے والے کانگریس کی وارد ھا اسکیم کو کیوں نہیں دیکھتے

کیا ہندو اکثریت کی حکومت میں آپ "وارد ھا اسکیم" سے بہتر نصاب تعلیم بنائے جانے کی امید رکھتے ہیں۔

مسلم لیگ میں اگر کچھ بے دین شامل ہو گئے تو کیا کانگریس دینداروں کی جماعت ہے جسکو بمقابلہ مسلم لیگ ترجیح دیجاتی ہے

وہ جماعت جو بے شمار سنی مسلمانوں، قلیل التعداد شیعوں، اور چند بزعم خود دعوئی اسلام رکھنے والے اور کلمہ پڑھنے والے ملحدوں یا زندیقوں پر مشتمل ہوتے ہوئے مسلم قوم کے استقلال اور کلمۂ اسلام کی سربلندی کے نام پر لڑ رہی ہے، کیا اس کے مقابلہ میں آپ اس جماعت کا تسلط و اقتدار بڑھا کر اسلام کو سربلند اور مسلمانوں کو معزز اور علماء کو موقر بنائیں گے، جس میں اکثریت غالبہ ان افراد کی ہے جو کلمۂ اسلام سے علانیہ بیزار، حکومت الٰہیہ کے شدید ترین مخالف اور مسلمانوں کے قومی و سیاسی استقلال کے بدترین دشمن ہیں۔ جن کی اسلام دشمنی برملا اور بکرات و مرات ظاہر ہو چکی ہے اور اب بھی ظاہر ہو رہی ہے۔ پھر وہاں دہریئے بھی ہیں بلکہ ایک دہری آجکل اسپر مسٹر گاندھی کے بعد اقتدار رکھتا ہے اور قادیانی، شیعہ، مشرقی، مغربی، کسی کے لئے اس کا دروازہ بند نہیں۔ یہ ہی کمیونسٹ جنکا ذکر مسلم لیگ کے ساتھ بار بار کیا جاتا ہے کل تک اس میں سب شریک تھے۔

مسلم لیگ میں اگر کچھ بددین آج شریک ہیں تو وہ کانگریس میں بھی شریک تھے جب اہل جمعیۃ اس کے شریک اور حامی تھے

دراں حالیکہ اکابر علماء نے اس کے رکن اور عہدہ دار بنے رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا۔ اور اب بھی کمیونسٹ کو وہاں سے ان کے الحاد و ارتداد

کی وجہ سے خارج نہیں کیا گیا۔ ورنہ پنڈت جواہر لال نہرو ان سے پہلے خارج کئے جاتے جن کی مدح سرائی اب بھی سیاسی اسٹیج پر بڑے بڑے مقدسین کرتے ہیں۔

علماء کی موجودگی میں مسٹر جناح کی قیادت کا سوال زبسکو کے مقابلہ میں گاماں کو آگے بڑھانا۔

رہا علماء محدثین ومفسرین کی موجودگی میں مسٹر جناح کی قیادت کا مسئلہ۔ تو آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے ان کو ابتداءً قائد نہیں بنایا وہ اپنی دماغی قابلیت یا دوسرے تکوینی اسباب کی بناء پر مسلم اکثریت کے قائد بن گئے۔ اب ان کا مقابلہ کر کے جماعت مسلمین میں تفرقہ ڈالنا، دراں حالیکہ وہ اس وقت ایک مضبوط اصول اور صحیح نظریہ کے حامل بھی ہیں، کیسے درست ہو سکتا ہے۔ جبکہ سلطان متغلب یا فاقد الشروط امیر اور خلیفہ کے متعلق اطاعت کی تصریحات موجود ہیں۔ اور جبکہ اس قیادت کو خود اکابر جمعیۃ العلماء ۳۷ء میں مستقل اور کلی اختیارات سپرد کر کے خوب مستحکم اور مضبوط کر چکے ہیں (دیکھو خط مطبوعہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی بابتہ الیکشن ۳۷ء) غالباً ان حضرات کی نظر بھی اس وقت اسی نقطہ پر مرتکز ہوگی کہ یہ عصری سیاست کے موافق ایک آئینی جنگ ہے جس سے مسٹر جناح کی قیادت میں مسلمان اچھی طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ مسٹر جناح عالم نہ سہی لیکن جو آئینی کشتی لڑی جا رہی ہے اس کے داؤ پیچ سے خوب واقف ہے۔ لاؤ زبسکو کے مقابلہ میں اس گاماں ہی کو آگے بڑھائیں۔ آخر حضرت اشمویل نبی کی موجودگی میں بنی اسرائیل کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے طالوت کو امیر لشکر بنایا تھا اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور دوسرے

صحابۂ کرام نے یزید بن معاویہ کی قیادت میں مدینۂ قیصر پر وہ چڑھائی کی جسکی بشارت صحیح بخاری میں آئی ہے۔

پھر میں نہیں جانتا کہ آج کسی مفسرِ قرآن کی موجودگی میں مسٹر جناح کو قائد بنانے سے کیا قیامت[۱] ٹوٹ پڑی، اور جو چیز ۱۹۳۸ء میں جنت تھی[۲] ۱۹۴۵ء میں جہنم کس طرح بن گئی۔ جمعیۃ علماء اسلام نے اگر اس قیادت کی تعریف اور مسلم لیگ کی تائید کی تو کیا گناہ کیا۔ اس کی تاسیس کرنے والوں کی نیت کیا تھی اور باندرونی احوال کیا تھے، اس کا مجھے کوئی علم نہیں میں تو تمام علماء اسلام کے متعلق یہی حسن ظن رکھتا ہوں کہ جس نے اپنے نزدیک جو رستہ بحالات موجودہ مسلمانوں کے لئے اصلح و انفع سمجھا اختیار کرلیا۔ یہ رایوں کا اختلاف ہے۔ آگے اللہ سبحانہ وتعالیٰ عالم سرائر ہے۔ فحسابھم علی اللہ۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے علم اور ذاتی عقائد و خیالات پر میں کوئی بحث کرنا نہیں چاہتا۔ نہ میں ان کو خود غرض سمجھتا ہوں۔ لیکن فی الحال جس لائن پر چل رہے ہیں میرے نزدیک وہ اس منزل مقصود پر پہنچانے والی نہیں جسکا

---

۱ کسی فوجداری یا دیوانی کے مقدمہ میں اگر فاسق وکیل کے بجائے کوئی متقی پرہیزگار مولانا کھڑے ہوجائیں یا چلتی ہوئی ریل جسکا قائد کوئی کافر ڈرائیور ہو اسی فلسفہ قیادت کے ماتحت ان کو ہٹا کر کسی مقدس عالم کو اسکی جگہ لایا جائے تو اس مقدمہ اور ریل کا جو کچھ حشر ہوگا ظاہر ہے مگر کیا یہ کسی عقلمند کے نزدیک علماء کے نقص کی دلیل بن سکتی ہے ۱۲

۲ شاید مولانا مدنی کی ان تحریرات کی طرف اشارہ ہو جو ۱۹۳۸ء میں جماعت مسلم لیگ کے زمانہ میں شائع فرمائی تھیں ۱۲ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

نشان انھوں نے "الہلال" وغیرہ میں دیا تھا۔ اس کے باوجود میرے قلب میں ان کی عزت برابر موجود ہے۔

رسالہ نصرۃ الابرار کے فتویٰ کا جواب

"رسالہ نصرۃ الابرار" میں جو کچھ لکھا ہے۔ آج بھی اسکا مخالف کون ہے دنیوی معاملات میں ہندو کے ساتھ نفس اشتراک عمل کو "مطلقاً" کون ناجائز کہتا ہے۔ سرسید احمد خاں اب کہاں ہیں جو ان کے ذاتی عقائد کا مسئلہ زیر بحث لایا جائے۔ تمام علیگڑھ والوں کو یکقلم ان کے جملہ عقائد میں ہمنوا رکھنا محض تحکم ہے۔ کیا آپ کے یا دوسرے اکابر علماء کے نزدیک تمام علیگڑھ والے کافر و مرتد ہیں؟ ایسے مسائل میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے خلط مبحث نہ کیجیے۔ کفر و ارتداد کی بحث اسلام کے نازک ترین مباحث میں سے ہے۔ آپ کے آزاد پارلیمنٹری بورڈ نے جن لوگوں کو امیدوار منتخب کیا ہے کیا ان میں کوئی علیگ یا انگریزی تعلیم یافتہ نہیں اور اس میں فیصدی کتنے علماء دین لئے گئے ہیں۔ یہ بورڈ تو کانگریس کا نہ تھا، خالص مسلمانوں کا تھا۔ جو پچاس فیصدی علماء کا مطالبہ آپ مسلم لیگ سے کر رہے ہیں، وہاں کیوں نہ منوایا گیا۔ بلکہ بعض ایسے کنڈیڈیٹ کھڑے کئے گئے جنکو مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں۔

ہاں تو "نصرۃ الابرار" کا ذکر تھا۔ جو الفاظ میرے آپ نے نقل کئے ہیں میں اب بھی ان کو صحیح سمجھتا ہوں۔ لیکن آج کی کانگریس اٹھاون برس پہلے کی کانگریس نہیں نہ آج کے عام حالات وہ ہیں جو اس وقت تھے۔ اگر آجکل کے حالات اُسوقت ہوتے تو کیا "نصرۃ الابرار" ص۹ پر پہلے سوال کا جواب آپ [illegible]

اور علماء زمانہ کے نزدیک یہ بھی ہوتا کہ سرکار انگلشیہ بہتر ہے کیونکہ سرکار دولتمدار مثل روس کے متعصب نہیں اور سلطان روم (جو ایک بڑا بادشاہ ذی اقتدار اہل اسلام خادم حرمین شریفین اور حافظ بیت المقدس و کربلائے معلّی ہے) اور سرکار دولتمدار میں برخلاف روس کے اتحاد قائم چلا آتا ہے اگر بالفرض والتقدیر سرکاری دولتمداری مملکت روس سے بہتر نہ سمجھی جائے۔ تب بھی رعایائے اہل اسلام کو شرعاً حرام ہے کہ سرکار کے برخلاف روس یا سلطان روم وغیرہ سے در پردہ رابطہ و اتحاد پیدا کرے"

غور کیجیے کہ شرکت کانگریس کے متعلق جس سوال کا جواب علماء نے دیا ہے اس سوال میں یہ الفاظ بھی ہیں "اور ان کا (یعنی کانگریس والوں کا) اصل اصول یہ ہے کہ بحث ان ہی امور میں ہو جو کل جماعتہائے ہند پر مؤثر ہوں اور ایسے امور کی بحث سے گریز کیا جائے۔ جو کسی ملت یا مذہب کو مضر ہو یا خلاف سرکار ہو۔ اس جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں" کیا آج بھی شرکت کانگریس کے متعلق آپ کے سوال کے یہ ہی الفاظ ہو سکتے ہیں۔ آپ تو بڑے سیاسی کارکن ہیں اور اگلے پچھلے اصول پر نظر رکھتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ۵۰ برس پہلے کے فتوی کو موجودہ صورت حال پر منطبق کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک چیز اور بھی واضح رہے کہ اس فتوے پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے اپنے علماء کے دستخط ہیں جو یقیناً کسی سیاسی جماعت میں اس وقت کام نہیں کر رہے تھے

کیا آپ کے نزدیک ان علمائے کبار کو ایسے سیاسی مسائل میں فتوے دینے کا حق تھا۔ اگر تھا تو آج کسی مولوی کو آپ اس حق سے کیوں محروم کرتے ہیں۔ میرے بھائی! اپنے کو حد سے زیادہ ذہین و فہیم اور دوسروں کو بالکل الو نہ سمجھئے کبھی ایک چیز کو غائب حاضر سے بہتر سمجھ لیتا ہے۔ میں جس چیز کو پورے غور و فکر کے بعد بحمد اللہ شریعت کی روشنی میں صحیح سمجھتا ہوں۔ جبتک اس بنیادی اصول کی غلطی مجھ پر ظاہر نہ ہو۔ نہ ادھر سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔ لیکن طویل خطوط کا سلسلہ قائم رکھنا نہ میری قدرت میں ہے نہ ہر ہر سطر کے جواب میں رسالہ لکھنا بحث کو ختم کرے گا۔ اس قسم کے شبہات جو نفس مسئلہ سے متعلق ہیں ان کے متعلق میں ایک تحریر مرتب کر رہا ہوں جو چھپ کر شائع ہو جائے گی کیونکہ ہر ایک شخص کو فرداً فرداً جواب دینا ممکن نہیں ایک آپ ہی کے خط کے ہر ہر لفظ اور سطر پر بحث کیجائے تو خاصی کتاب تیار ہو جائے یہ چند سطور قلم روک کر لکھی گئی امید ہے اسے بہ نظر قدیم تعلقات کی نسبت کوئی برا اثر نہ لیں گے اور اگر یکسوئی کی ساعتوں میں ٹھنڈے دماغ سے غور کریں گے تو کیا بعید ہے کہ موجودہ حالات کے اعتبار سے صحیح راستہ سمجھ میں آ جائے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا قول ہے "الصادق یتقلب فی یوم واحد مأۃ مرۃ والمرائی یثبت علی حالۃ واحدۃ مأۃ سنۃ" (سچائی کا عاشق ایک دن میں سو مرتبہ بدل سکتا ہے اور ریاکار ایک ہی حالت پر سو برس تک جما رہتا ہے۔) والسلام

العبد شبیر احمد عثمانی از دیوبند

۲۳ محرم ۶۵ھ ۲۹ دسمبر ۴۵ء

مکتوب ۶

نقل خط مولوی احمد اسماعیل صالح صاحب بوڈھان سارضلع سورت

۱۴ رنومبر ۵ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

محترم المقام زید مجدکم۔ مزاج شریف

بعد تحیہ مسنونہ حضرت اقدس میں گذارش اینکہ اس موجودہ دور میں ہندوستانی مسلمان جس سیاسی کشمکش میں گھرے ہوئے اور وہ ہر اس حباب کو پکڑنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کو نظر آتے ہیں۔ ایسی حالت میں ایک سنجیدہ مسلمان اور راہِ حق کے متلاشی کو کیا کرنا چاہئے اس کے متعلق حضور والا سے چند استفسار بطور آگاہی حقیقت حال اور یافتن راہ حق دریافت کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ حضور والا کی ذات گرامی سے امید قوی ہے کہ گم گشتہ راہ کو حق کی راہنمائی فرمائیں گے۔ استفسارات

(۱) کیا حضور والا نے کوئی بیان بنام جمعیۃ علماء اسلام کلکتہ ارسال فرمایا ہے۔ اور آیا اس میں اس قسم کا مضمون بھی سپرد قلم کیا ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کا وہ نصب العین جس کا وہ اظہار کرتی رہی ہے وہ کوئی بُرا نصب العین نہیں تھا اور نیز اس کی تاریخی قربانیاں بھی اوراق تاریخ میں ایک نمایاں شان رکھتی ہیں مگر آج اس پر جو کچھ شکوک و شبہات کئے جارہے ہیں وہ اسکی

پچھلی چند سالہ روایات کی بنا پر ہے۔ اب گذارش حضرت والا سے ہے کہ کیا اس قسم کا بیان آپ نے جاری فرمایا ہے۔ اگر ہے تو پھر دریافت طلب امور یہ ہیں کہ کیا اس کی پالیسی میں یا اس کے نصب العین و دستور اساسی میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ ہوئی ہے۔ ملاحظہ

آیا حضرت مولانا حسین احمد صاحب یا حضرت مفتی صاحب یا مولانا احمد سعید صاحب وغیرہم کی اس پالیسی میں جو حضرت شیخ الہند قدس سرہ العزیز کی موجودگی میں تھی اس میں ردو بدل ہوا ہے۔ ملاحظہ

(۲) حضور والا آج جس پاکستانی اسکیم کو ہمارے سامنے کبھی اسلامی حکومت کی شکل میں اور کبھی جمہوری حکومت کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے آیا وہ مسلمانان ہند کے لئے شرعی اور جغرافیائی حیثیت سے مفید ہے یا مضر۔ اگر یہ مضر ہو تو پھر اس مضمون کا کیا جو اسی مذکور الصدر بیان میں موجود ہے کہ پاکستان کے بغیر اسلامی ہند کی آزادی ممکن نہیں اور ہندوستان کی کا علاج بھی پاکستان ہی ہے۔ ملاحظہ

(۳) حضرت محترم مسلمانوں کی سیاسی و مذہبی رہنمائی وہ شخص کر سکتا ہے یا مسلمانوں کا لیڈر وہ شخص بن سکتا ہے جو اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ اور اتباع شریعت میں کوسوں پیچھے دور ہو۔ یا وہ شخص جو متبع شریعت اور اسلامی روایات اور اصول کا پابند اور آشنا ہو۔ اگر یہ ثانی الذکر ہو سکتا ہے تو پھر ہم اس چیز کے دریافت کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا رہنما اور لیڈر مسٹر جناح بن سکتے ہیں یا مولانا حسین احمد صاحب۔ ملاحظہ

امید کہ حضرت والا جواب باصواب سے جلد از جلد نوازتے ہوئے شکر گذاری کا موقع

عنایت فرمائیں گے۔ اور بہتر ہوگا اسی کاغذ میں جوابات تحریر فرما کر ارسال فرمائیں گے۔

جواب از حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم

۱ میں نے روایات کا لفظ نہیں لکھا بلکہ طرزِ عمل لکھا ہے۔

۲ نصب العین یا دستور اساسی اور طرزِ عمل کیا ایک ہی چیز ہیں۔

شیخ الہندؒ کا ہرگز وہ طرز عمل نہ تھا جو آجکل جمعیۃ علماء دہلی کا ہے

۳ میں اپنے مشاہدات کی بناء پر یقین رکھتا ہوں کہ جو طرزِ عمل آج جمعیۃ علماء کا ہے ہرگز حضرت شیخ الہندؒ کا نہ تھا۔ وہ (معاذ اللہ) ہندو اکثریت کی دم کبھی نہیں بنے نہ ان کا تابع مہمل بنکر رہے۔ وہ تو غالباً کانگریس کے چار آنے والے ممبر بھی نہ تھے۔ ان کے آخری پیغام صدارت کو دیکھئے جو وفات سے ۹ دن پہلے جمعیۃ العلماء کے اجلاس دہلی میں پڑھا گیا تھا اس سے دو قوموں کا نظریہ بھی سمجھ میں آجائیگا۔

۴ میرے نزدیک مفید ہے۔

۵ یہ الفاظ میرے بیان میں نہیں۔ اصل الفاظ نقل کرنے چاہئیں تب جواب دیا جا سکتا ہے۔

موجودہ سیاسیات میں مسٹر جناح کی قیادت

۶ خالص مذہبی حیثیت سے مولانا سے مسٹر جناح کا مقابلہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ آجکل دنیا کی سیاست اسلامی سیاست نہیں بلکہ یہ سیاست بہت ہی گہرے اور باریک اصول مکر و کید پر مبنی ہے اس کا توڑ وہ کر سکتا ہے جو پہلے ان آئینی چالوں کو سمجھ لے اس اعتبار سے بکثرت مسلمانوں نے مسٹر جناح کو آگے رکھا ہے کہ وہ انگریز اور

اس کے شاگرد ہندو کی چالوں اور ان کے داؤ پیچ کو بخوبی سمجھتا ہے اور انکا مکروکید ان ہی کی طرف لوٹا دیتا ہے۔ اگر یزید کی قیادت میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور دوسرے جلیل القدر صحابہ و تابعین غزوۂ قسطنطنیہ میں کام کرسکتے ہیں تو یہاں کے مسلمان مسٹر جناح کی قیادت میں کیوں یہ سیاسی کام نہیں کرسکتے۔ والسلام

۱۷ ذی الحجہ ۶۴ھ

مکتوب (۷)

نقل خط مولوی عبدالاحد صاحب قاسمی پورب لین جوکیا زار ڈھاکہ

حضرتنا المطاع! زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آجکل سیاسی بحران کے پرفتن دور میں علمائے کرام کے معمولی سے معمولی اختلاف کو جو حیثیت دیدی گئی ہے وہ حضرت والا سے یقیناً مخفی نہیں ہے۔ بناءعلیہ قلبی اطمینان کے لئے حسب ذیل امور دریافت طلب ہیں ملتمس جواب عنایت فرماکر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں۔

ط ۱ کیا مولانا حسین احمد صاحب نے گاندھی کی پالیسی کو جمیعۃ العلماء کا نصب العین بنالیا؟

ط ۲ جمیعۃ علماء اسلام کے نام سے جو جمیعۃ کلکتہ میں قائم ہوئی ہے کیا

اس کا مسلک وہی ہے جو حضرت سیدنا الامام شیخ الہند مولانا محمود حسن کا تھا؟

۳۔ کیا حضرت والا مسلم لیگ کے ممبر نہیں؟

۴۔ قومی مدارس اسلامی (جو برطانیہ کی تائید سے مبرّا ہیں) کو چھوڑ کر برطانیہ کے ماتحت تعلیمی اداروں میں (جہاں اعلانیہ فسق و فجور کا شیوع طلبہ و اساتذہ میں ہوتا ہے) حدیث پڑھانے پر مقرر ہونا کیا اکابر دیوبند کے نزدیک مستحسن نہیں ہے۔

۵۔ ڈھاکہ کی جمعیۃ جو چند سال سے جمعیۃ علماء ہند کے ماتحت کام کر رہی ہے اس کے بارہ میں از روئے شریعت اسلام حضرت والا کیا فرماتے ہیں کہ وہ جمعیۃ علمائے اسلام کلکتہ کے ساتھ متعلق ہو جائے یا پرانی جمعیۃ علمائے ہند ہی کے ساتھ تعلق رکھے۔

۶۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب مدظلہٗ کے بارہ میں عام طور پر افواہ ہے کہ وہ حکیم الامت تھانویؒ کے اب خلیفہ نہیں رہے۔ کیونکہ حضرتؒ نے خلافت چھین لی تھی کیا اس کی کچھ اصلیت ہے۔ یہ چند شبہات تھے جو پیش خدمت کئے گئے۔ آستانۂ عالیہ سے امید ہے کہ جواب سے جلد سرفراز کیا جاؤں۔ والسلام

جواب از حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد صاحب دامت برکاتہم

۱۔ نصب العین تو نہیں لیکن عملاً اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ جمعیۃ بالکل کانگریس کے تابع ہے اور کانگریس کا گاندھی جی کی پالیسی

پر چلنا کسی عاقل سے مخفی نہیں۔

مـ۲۔ بنیادی حیثیت سے سیاسی مسلک وہی ہے ہاں جو صورت حالات اب ہے اُس وقت وہ نہ تھی اس لئے جزماً دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ اب اگر زندہ ہوتے تو کیا طریق کار اختیار کرتے۔

مـ۳ ممبر نہیں۔

مـ۴ یہ حالات و مصالح کی رعایت سے حکم لگا سکتے ہیں۔ عام حکم نہیں دیا جا سکتا کسی مفتی سے مفصل فتویٰ منگالیں۔

مـ۵۔ یہ آپ حضرات کی صوابدید پر ہے۔ سوچ سمجھکر جو جانب آپ کو اصلح اور مسلمانوں کے لئے انفع معلوم ہو وہ اختیار کیجئے۔

مـ۶ مجھے اس کی کوئی تحقیق نہیں حضرت تھانویؒ کے دوسرے خلفاء وغیرہ سے معلوم کر لیجئے۔

شبیر احمد عثمانی۔ از دیوبند
۱۸ ذی الحجہ ۶۳ھ

مکتوب (۸)

نقل خط جناب بشیر الدین احمد صاحب میرٹھ شہر

محترمی و معظمی قبلہ جناب حضرت مولانا صاحب دام فیوضکم۔ التماس خدمت جناب کے نام سے میں نے ایک اشتہار پڑھا جو کہ ہمراہ رکھتا ہوں۔ مجھکو یقین

نہیں آیا کہ آپ کی طرف سے یہ اشتہار شائع ہوا ہے۔ یقین کامل حاصل کرنے کے لئے جناب کو تکلیف دے رہا ہوں۔ آپنے پورے یقین کے ساتھ مسلم لیگ کو ووٹ دینے کی دعوت فرمائی ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں خود ۱۹۴۵ء تک مسلم لیگ میں کام کرتا رہا ہوں اور مجھکو ان سر اور خان بہادروں اور سرمایہ داروں کی حالت کا بہت اچھی طرح پتہ ہے اور جو ان کا مقصد ہے خوب جانتا ہوں۔ میں اکثر لاہور رہتا ہوں۔ اور حالات دیکھتا ہوں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں کانگریسی نہیں ہوں میں مسلم لیگ کے بعد سے مجلس احرار اسلام کا ایک ادنیٰ خادم ہوں جو کہ کسی بھی غیر مسلم کو اپنے میں ملانا اپنا پروگرام نہیں رکھتی' اور حکومت الٰہیہ اس کا مقصد ہے جس سے کہ کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ مجلس احرار چاہتی ہے کہ مسلمان ایک پلیٹ فارم پر آجائیں اور حکومت الٰہیہ کو قائم کریں جسکے بغیر مسلمان زندہ نہیں رہ سکتا۔

خدا کے واسطے جواب سے مستفیض فرمائیں کہ کیا واقعی آپ نے مسلم لیگ کی جانچ پڑتال کی ہے۔ اپنے ٹھیک خیال سے آگاہ فرمائیں۔ مجھکو آپ پر پورا پورا اعتبار ہے میں سمجھتا ہوں کہ شائد مجھ کو کچھ سمجھنے میں غلط فہمی ہو۔

آپکے ان بیانات سے مسلمان عجیب پریشانی میں پڑ گئے ہیں۔ ایک طرف آپ ہیں اور دوسری طرف آپکے بھائی مدنی صاحب ہیں یہ چیز مسلمانوں میں بہت اختلاف پیدا کر رہی ہے۔ سادہ لوح مسلمان کا دماغ پریشان ہے کسکی مانی جائے دونوں عالم اور مولانا

جواب جلد عنایت فرمائیں۔

آپکا ناچیز خادم احقر بشیر الدین احمد عفی عنہ بتحصیل مکان ۱۸۱/۱۵۱ میرٹھ شہر۔

جواب از حضرت مولانا شبیر احمد صاحب دامت برکاتہم

برادر محترم دامت برکاتہم

بعد سلام مسنون آنکہ۔ گرامی نامہ پہنچا۔ آپ نے جو کچھ لیگ والوں کے حالات اپنے تجربہ کی بناء پر معلوم کئے ہیں مجھے ان کی تفصیلات نہ پوری معلوم ہیں اور نہ سردست یہ چیز اساسی حیثیت رکھتی ہے۔ اس وقت تو ایک اصول کی جنگ ہے اور اسی اصول پر لیگ کانگریس کا مقابلہ کر رہی ہے۔

مسلم لیگ اور کانگریس میں اصولی اختلاف

لیگ کہتی ہے کہ کم از کم ہندوستان کے ایک وسیع علاقہ میں مسلم قوم کی آزاد حکومت ہو جسے پاکستان کہا جاتا ہے کانگریس اس اصول کو نہیں مانتی کیونکہ ہندو قوم کا غلبہ ہے اور ان کا فائدہ اس میں ہے کہ ملک کو پوری آزادی ملے یا نہ ملے مگر کسی وقت اور کسی جگہ ہندو اکثریت کا طوقِ غلامی مسلمانوں کی گردن سے نکلنے نہ دیا جائے۔ مسلمانوں میں اس وقت جو کانگریس کی امدادی اور معاون جماعتیں ہیں وہ ان کے ہمنوا ہیں اسی لئے لیگ ان جماعتوں کے مقابلہ پر بھی مجبور ہوگئی ورنہ اصل مقابلہ ان سے نہ تھا۔ میں نے اور بہت سے دوسرے علماء نے فی الحال جو تائید مسلم لیگ کی کی ہے اس سے مقصود صرف اس اصول کی تائید ہے۔ جسکو ہم قواعد شریعت کے موافق سمجھتے ہیں اور ہمارے نزدیک اس کے خلاف کرنے میں مسلمانوں کا عظیم اور دائمی نقصان نظر آتا ہے۔

حکومت الٰہیہ کا نصب العین اور اس کی تشریح

حکومت الٰہیہ کے نصب العین سے کون مومن

انکار کر سکتا ہے۔

اب اگر حکومت الٰہیہ سے مراد خدا کی وہ حکومت لی جائے جو تکوینی طور سے تمام مخلوقات پر اُسے خود بخود حاصل ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا۔ وَلِلّٰہِ ملک السموٰت والارض یا فرمایا ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعًا وکرھًا والیہ یرجعون۔ تو یہ بحث سے خارج ہے اور اگر تشریعی حکومت مراد ہے تو یہ حکومت الٰہیہ ہم سر دست ہندوستان میں کس جگہ قائم کریں گے کیا ہندو مسلم کی مخلوط حکومت میں جہاں ایک اور تین چوتھائی کی نسبت ہوگی ظاہر ہے کہ یہ صورت حکومت الٰہیہ کی نہیں ہو سکتی اس لئے ضرورت ہے کہ کوئی وسیع خطہ پہلے ہم ایسا حاصل کریں جہاں حکومت الٰہیہ قائم کر سکیں۔ اب اگر پاکستان کا فیصلہ ہو جائے تو وہ ایک جگہ ایسی ہوگی جہاں قانون سازی کی طاقت مسلم اکثریت کے پاس رہے گی۔ لیگ کے موجودہ قائدین بھی بار بار اعلان کر رہے ہیں کہ پاکستان میں حکومت قرآنی اصول کے مطابق شریعت مطہرہ کی قائم ہوگی۔ ابھی حال میں بمقام پشاور پھر مسٹر جناح نے اعلان کا اعادہ کیا ہے۔ اگر فرض کیجئے اس وقت یہ لوگ منحرف ہو جائیں تو احرار تمام مسلمانوں کی طاقت ساتھ لیکر ان کو حکومت الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ پھر آئندہ اللہ چاہے تو اسکو اور آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت الٰہیہ کے حصول کے لئے پاکستان ہی زمین تیار کرے گا۔

رہا علماء کا اختلاف یہ رایوں کا اختلاف ہے ہر شخص کو اختیار ہے کہ جسکو وہ اچھا سمجھے اسپر عمل کرے۔ جس طرح ایک مریض شہر کے جس طبیب سے چاہے

علاج کرائے۔ ہاں یہ عالم یا حکیم مشورہ اپنی طرف سے وہ ہی دیگا جسے وہ لوگوں کے حق میں مفید اور نافع سمجھے گا۔ والسلام

شبیر احمد عثمانی از دیوبند
۱۸ ذی الحجہ ۶۴ھ

مکتوب (۹)

نقل خط مولانا عبد الحنان صاحب مظاہری محلہ قاضی پور شہر گورکھپور

محترم المقام جناب مولانا صاحب زاد مجدہ

السلام علیکم۔ اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا مسلم لیگ کی حمایت کر رہے ہیں اور لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو سفینۂ نجات اور پاکستان کو اقرب الی الشریعہ متصور فرماتے ہیں مجھے کسی طرح یقین نہیں آتا کہ جناب والا جیسا متبحر عالم ایسا بیان شائع کرے گا میرا خیال ہے کہ لیگ والے اپنے پروپیگنڈے کے لئے بالکل فرضی پیامات جناب کی طرف منسوب کرکے اخبارات میں شائع کرتے رہتے ہیں۔ چند دیندار مسلمانوں کی رائے ہوئی کہ جناب والا سے براہ راست خط و کتابت کر لی جاوے۔ تاکہ جناب کے خیالات صحیح طور پر معلوم ہو سکیں جناب کو معلوم ہوگا کہ یہ مسلم لیگ وہ ہی ہے جس کے صدر مسٹر محمد علی جناح نے کلکتہ کے ایک عظیم الشان جلسہ میں فخریہ طور پر فرمایا تھا کہ میں نے اس ناپاک جماعت کے وقار کو ختم کر دیا جو اپنے آپ کو علماء کہتی ہے۔ جناح صاحب کی

یہ تقریر لیگی اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ جناب اس سے ضرور واقف ہوں گے
یہ مسلم لیگ وہی ہے جس کے مشہور و معروف رہنما نواب محمد اسمٰعیل خاں لیڈر
مسلم لیگ پارٹی یوپی نے شریعت بل کی مخالفت کی۔ اور نائب امیر شریعت
صوبہ بہار حضرت مولانا محمد سجاد مرحوم سے فرمایا تھا کہ کیا آپ شریعت بل
پاس کرا کے ہم لوگوں کو مسجد کی چٹائی توڑنے والے ملاؤں کا محتاج بنانا چاہتے
ہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہماری جماعت آپ لوگوں کو ایسا موقع نہیں
دے سکتی ہے۔ کیا ان مصدقہ واقعات کے ہوتے ہوئے کوئی غیرت مند عالم
مسلم لیگ میں شامل ہو سکتا ہے یا اس کی حمایت کر سکتا ہے۔

پاکستان کی تشریح مسٹر جناح اور نواب زادہ لیاقت علی خاں کے بیانات
کے مطابق یہ ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبہ پنجاب، سرحد، سندھ، بلوچستان
کی حیثیت ایک ریاست کی ہو گی اور اس میں موجودہ طرز کی جمہوری حکومت
ہو گی۔ ہندو مسلمانوں کو تناسب آبادی کے اعتبار سے میونسپل بورڈ، ڈسٹرکٹ
بورڈ نیز اسمبلی وغیرہ میں ممبری نیز ملازمتیں ملیں گی۔ اس صورت میں مسلمانوں کی
مجموعی تعداد ۶۵ فیصدی ہو گی اور ہندوؤں کی ۳۵ فیصدی۔ برخلاف
اس کے بہار، یوپی، مدراس، سی پی، بمبئی، اڑیسہ، آسام میں مسلمانوں
کی مجموعی تعداد ۷ یا ۸ فیصدی ہو گی۔ بین الاقوامی جمہوری قانون کی بنا
پر مسلم پاکستان ہندوؤں کو راضی کرنے کے لئے مجبور ہے۔ بغیر ان کو
رضامند کئے ہوئے وہ حکومت نہیں کر سکتے کیونکہ ان کی تعداد وہاں
۳۰ فیصدی سے زائد ہو گی۔ برخلاف اس کے ہندو ہندوستان میں

مسلمانوں کو رضامند کرنے کے لئے مجبور نہیں ہے کیونکہ اتنی غیر موثر اقلیت کی رضامندی کے بغیر حکومت چلائی جا سکتی ہے اس وقت جبکہ صوبہ یو-پی میں ۲۵ فیصدی ملازمتیں گورنمنٹ کے تمام محکموں میں مسلمانوں کو مل رہی ہیں۔ تو مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ جب صرف ۷ فیصدی ملازمتیں ملیں گی تو کیا حالت ہو گی کیا یہ صورت مسلمانوں کے لئے نقصان دہ نہیں ہے۔ کیا ایسی صورت میں پاکستان کو اقرب الی الشریعۃ کہا جا سکتا ہے؟

بعض مخلص مسلمانوں کا یہ فارمولا کہ مرکز ایک ہو لیکن ممبران ۴۵ فیصدی ہندو ۴۵ فیصدی مسلمان ۱۰ فیصدی اچھوت وغیرہ ہوں اور کوئی تجویز ایسی پیش نہ ہو جو کسی کی تہذیب اور مذہب کے خلاف ہو اور جب تک ⅔ مسلم ممبر اس کی حمایت نہ کریں اس پر بحث نہ ہو سکے۔ کیا آپ کے نزدیک یہ فارمولا سفینۂ نجات نہیں بن سکتا؟

مہربانی فرما کر جواب سے جلد مطلع فرمائیے۔ مسلمانان گورکھپور جواب کے بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ والسلام

عبد الحنان مظاہری

محلہ قاضی پور شہر گورکھپور۔

جواب از حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد صاحب دامت برکاتہم

ا۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

۲۔ وہ بیانات میرے ہیں محض پروپیگنڈا نہیں۔ البتہ الفاظ میں کچھ اختصار ہو گیا ہے۔ اصل الفاظ یہ ہیں کہ "اس وقت مسلم لیگ کو مسلمانوں کے قومی و سیاسی استقلال کے لئے سفینۂ نجات تصور کرتا ہوں۔"

۳۔ اس کی تشریح بھی بعد میں لیگ والوں کی طرف سے ہو چکی ہے کہ اس سے تمام مراد نہیں خاص قسم کے علماء مراد ہیں۔

۴۔ جی واقف ہوں مگر اس کا علاج یہ تھا کہ علمائے جمہور کی طاقت لیکر لیگ میں شامل ہوتے اور اپنا اقتدار منواتے اور عوام کی طاقت سے ایسے لوگوں کو ان عہدوں سے ہٹا کر خود لیگ پر قبضہ کرتے۔ نہ یہ کہ اسلامی مفاد کو پس پشت ڈالکر کفار کو اپنا بطانہ بنالیں۔

۵۔ یہ تقریر میں نے نہیں پڑھی اگر صحیح ہو تو اس کا جواب وہی ہے جو ۴ میں گذرا۔ اور اب انہی صاحب کی وہ اپیل پڑھئے جو منشور مورخہ ۱۱ر نومبر ۴۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ نیز وہ پیغام جو جمعیۃ علماء اسلام کلکتہ کو انھوں نے بھیجا ہے اور مسلم لیگ کے دستور اساسی کی ابتدائی دفعات بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

۶۔ نواب زادہ کی اس تقریر کا کٹنگ میرے پاس بھیج دیجئے پھر یہ شخصی رائے ہے۔ مسلم لیگ کا پاس کیا ہوا رزولیوشن نہیں۔ اصل چیز دیکھنے کی

یہ ہے کہ تمام پاکستانی صوبہ جات کا ایک مستقل مرکز ہوگا جو پورے پاکستان کا دستور بنائے گا۔ اسی دستور اساسی کے تحت صوبے کام کریں گے اس مرکز میں پاکستان کی مجموعی تعداد کے اعتبار سے یہ نسبت نہیں رہے گی وہاں تقریباً سات اور ڈھائی کا تناسب ہوگا۔ اقرب الی الشریعۃ اس لئے کہا گیا ہے کہ پاکستان کی بنا جغرافیائی تقسیم پر نہیں بلکہ مسلمانوں کو ایک مستقل قوم تسلیم کر لینے پر ہے وہ من حیث القوم دوسری قوم سے مساویانہ معاہدات کرے گی اور دونوں قومیں ان ہی معاہدات کے تحت اپنے اپنے ہاں انتظامات کرنے پر مجبور ہوں گی دو قوموں کے معاہدات میں عدد کی قلت و کثرت کا اعتبار نہیں ہوتا پھر پاکستان کے متصل ایسے ملک ہیں جن سے آزاد پاکستان معاہدات کر کے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کر سکتا ہے۔

۵۔ اس کا جواب میرے اس مضمون میں موجود ہے جو منشور ۲۱ نومبر میں چھپا ہے۔[۱]

شبیر احمد عثمانی از دیوبند
۱۷ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

---

[۱] یہ مضمون اسی مجموعہ میں سب سے اول درج ہے۔

مکتوب (۱۰)

نقل خط مولوی ارشاد الحق صاحب قاسمی قصبہ مئو محلہ اورنگ آباد

استاذی و مولائی دامت برکاتہم۔ السلام علیکم۔ مزاج مقدس۔
ایک ضروری گذارش کے لئے یہ ارسال خدمت ہے امید کہ حضور والا تشفی بخش جواب سے مطلع فرماکر کشمکش اور اضطراب کے تلاطم خیز سمندر سے رہائی دلائیں گے۔ سیاسی دنیا میں آج جو کھلبلی اور ہلچل مچی ہے غالباً حضور والا سے بھی مخفی نہ ہوگا۔ بالخصوص جب سے کہ حضور والا کی طرف منسوب کرکے منجانب مسلم لیگ آئے دن فتاوے اشتہارات پوسٹر ہندوستان کے ہر ہر کوچہ گلی میں چسپاں کئے جارہے ہیں۔ ہمارے جیسے علماء پرست اور خواص کر حضور والا سے عقیدت رکھنے والے سخت حیران و پریشان ہیں جبکہ ہندوستان کے اکابر[نمبر ۱] اور مقتدر علماء کانگریس کے ساتھ تعاون کررہے ہیں اور کیا آپ کا یہ ارشاد ہے کہ کانگریس یا جمعیۃ العلماء ہند[نمبر ۲] کو سوائے مسلم لیگ کے کامیاب بنانا سیاستاً اور مذہباً ناجائز ہی نہیں بلکہ مسلمانوں اور اسلام کو سخت نقصان میں ڈالنا ہے یا غلط آپ کی طرف منسوب کیا جارہا ہے[نمبر ۳]۔

سوالات

(۱) سیاسی اعتبار سے حضور[نمبر ۱] کا کیا خیال ہے۔
(۲) کانگریس یا جمعیۃ العلماء کو کامیاب بنانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۵) مسلمانوں کا زیادہ فائدہ ان دو جماعتوں سے کس سے زیادہ ہونے کی توقع
کیجا سکتی ہے؟

(۶) اور ہم عقیدتمند حضور کس کے ساتھ مل کر کام کریں؟

جوابی لفافہ - نیز کاغذ مزید احتیاط کے لئے ارسال ہے امید کہ تلمیذ
ناخلف کو بالا مذکورہ سوالوں کے جواب سے مطلع فرما کر ذرہ نوازی فرمائینگے
نیز رفع انتظار کی تکلیف سے بچائیں گے۔ فقط والسلام

ارشاد الحق قاسمی ابن حکیم مولانا عبد الغفار صاحب

قصبہ مؤ محلہ اورنگ آباد۔ یوم سہ شنبہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

جواب از حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد صاحب دامت برکاتہم۔

۱۔ بعض اکابر کی حد تک یہ دعوی صحیح ہے۔ کل یا اکثر پر یہ حکم نہیں لگا سکتے
۲۔ "یا" سے یہ تردید کیسی - اس وقت جمعیۃ العلماء کی کامیابی کانگریس کی کامیابی ہے
۳۔ یہ الفاظ تو میرے نہیں - ہاں یہ ضرور سمجھتا ہوں کہ اس وقت مسلم لیگ کی
ناکامی مسلم قوم کے لئے بہت ضرر رساں ہے۔

۴۔ اوپر جواب گذر چکا۔

۵۔ اس وقت مسلم لیگ کی کامیابی سے زیادہ توقع ہے۔

۶۔ جدھر آپکا قلب غور و فکر اور اخلاص نیت کے ساتھ حکم کرے۔ میں اپنا خیال عرض
کر چکا ظاہر ہے میں وہی بتاؤں گا جو خود اچھا سمجھتا ہوں۔

شبیر احمد عثمانی از دیوبند

مکتوب (۱۱)

نقل خط مولانا علی احمد صاحب مدرسہ ناصر الاسلام فتیچھوڑ ضلع چاٹگام

از طرف احقر الوریٰ علی احمد عفی عنہ،

شرف ملاحظہ حضرت العلام حجۃ الاسلام رئیس المحدثین والمفسرین شیخ عثمانی صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد گذارش بخدمت مخدوم اعلیٰ یہ ہے کہ احقر الخدام نوعی خیریت دیگر خیریت آنجناب بدرگاہ خداوند کریم شبا روز طالب ہوں آمین ثم آمین دیگر دست بستہ گذارش بخدمت اقدس یہ ہے کہ احقر بوجہ شامت اعمال خط خطوط دیگر از استفادہ مخدوم محروم امید کہ احقر کو یقیناً معاف فرمودہ از دعائے قلبی فراموش نہ فرماویں اور حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب صدیقی کو منجانب احقر سلام مع الکرام مقبول باد اور دیگر عرض نیاز یہ ہے کہ آجکل دنیا میں جو جو جماعتیں اپنی صدر کی ماتحت کام کر رہی ہیں ان میں سے ایک مسلم لیگ جو مسٹر جینا کے تحت میں ہیں دیگر جمعیۃ العلماء ہند جنکی صدر مولانا مدنی صاحب ہیں۔ لیکن آج دو چار روز گذر چکی کہ میرے مخدوم اعلیٰ جمعیۃ العلماء اسلام کی ہمیشہ کے لئے صدارت منظور فرما چکے ہیں احقر یہ چیز جس وقت سنا اسی وقت سے نہایت ہجوم وغموم میں مبتلا ہے صرف احقر نہیں بلکہ بنگال کی وہ علمائے کرام جو حضرت والا سے تعلق رکھتے ہیں حیران ہیں۔ آپ حضرت والا سے دست بستہ درخواست ہے کہ حضرت والا کی

حالات سے تسلی و تشفی فرمائیں اور احقر کس جماعت میں شریک ہو۔ حضرت مخدوم اعلیٰ سے مشورہ طلب کرتا ہے کیونکہ دونوں پارٹی کی لوگ احقر کو مجبور کر رہیں۔ اور حضرت والا کے لئے جو تیل احقر نے ارسال خدمت کیا اسکو صرف بجائے درد گرم کرکے مالش کریں۔ اور حضرت والا کی حالات سے اطلاع فرمودہ بندہ مغموم و مہجور الوصال کو مشکور و ممنون سازند فقط احقر علی احمد غفرلہ

اور اگر حضور فرماویں کہ کسی جماعت یا پارٹی میں شریک نہ ہونا میرے لئے مفید ہے تو کسی میں شریک نہ ہوں گا ۱۲

جواب از حضرت العلامہ مولانا عثمانی دامت برکاتہم

۷۸۶

برادر عزیز سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون آنکہ خط پہنچا۔ الحمد للہ مجھے بہت کچھ صحت ہے۔ مرض کا خفیف اثر باقی ہے۔ انشاء اللہ وہ بھی زائل ہو جائیگا۔ یہ خبر سنکر کہ جمعیۃ علماء اسلام نے مجھے مستقل صدر منتخب کیا خدا جانے آپ کیوں ہموم و غموم میں پڑ گئے۔ اور دوسرے لوگ کیوں حیران ہیں۔ اس کے مقاصد کیا جرے ہیں اور اس کے موجودہ طرز عمل پر کیا اعتراض ہے۔

رہا مسلم لیگ اور جمعیۃ العلماء ہند کا مقابلہ وہ سرے سے بے موقع ہے۔ اصل مقابلہ لیگ کا کانگریس سے ہے۔ کانگریس یہ چاہتی ہے کہ ہندوستان کو آزادی ملے یا نہ ملے مگر اکثریت کی غلامی کا طوق کبھی اور کسی جگہ مسلمانوں کے

گلے سے نکلنے نہ پائے۔ مسلم لیگ کہتی ہے کہ یہاں دو مستقل قومیں آباد ہیں جس صوبہ میں جس قوم کی اکثریت ہے وہاں وہ آزاد ہو۔ اور دونوں قومیں آپس میں باعزت اور مساویانہ معاہدہ کر کے سارے ملک کی آزادی اور خوشحالی کا سامان کر سکیں۔

اسی اصول پر مسلم لیگ الیکشن لڑ رہی ہے۔ یہ اصول بلاشبہ اصول و فروع شریعت سے اقرب اور مسلمانوں کے حق میں احوط ہے۔ اس کے خلاف کانگریس میں کچھ مسلمانوں کا بلاشرط و معاہدہ منفرد اور منتشر طور سے شریک ہونا اس وقت مسلمانوں کے لئے سخت مضر ہے۔ بنا بریں علیہ میں دریافت کرنے والوں کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ اس وقت شخصیات سے بے پرواہ ہو کر مسلم لیگ کے نامزد کردہ امیدوار کو ووٹ دیا جائے۔ اب جو مسلم جماعتیں کانگریسی نظریہ کی حامی اور لیگ کے نظریہ کی مخالف ہیں خواہ جمعیۃ العلماء ہو یا کوئی اور ان کو ووٹ دینا فی الحقیقۃ کانگریس ہی کو ووٹ دینا ہے۔ لہذا اس کا بھی وہی حکم ہوگا۔

شبیر احمد عثمانی از دیوبند

مکتوب (۱۴)

نقل خط جناب شورش صاحب رسولپورہ مالیگاؤں ضلع ناسک

(۸۶)

اسلامی شریعت میں قیادت و امارت کا سوال

مالیگاؤں ۳۰ نومبر ۱۹۴۵ء

محترم قبلہ مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم رحمۃ اللہ و برکاتہ، گذارش کہ "عصر جدید" کلکتہ میں آپکا وہ پیغام جو آپ نے جدید جمعیۃ العلماء اسلام کے اجلاس کے لئے روانہ فرمایا۔ دیکھا۔ مضمون کے آغاز میں آپ نے جتنی باتیں لکھی ہیں اس سے ہمیں کچھ اختلاف نہیں۔ لیکن بعد میں مسلم لیگ کی حمایت میں جتنے دلائل پیش کئے ہیں۔ میری ناچیز رائے میں مسلم لیگ اس کی اہل نہیں۔ میں مانتا ہوں کہ اس وقت مسلم لیگ کے ساتھ سواد اعظم ہے۔ بعینہ اسی طرح جس طرح امام امت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف مسلمانوں کی اکثریت یزید کے ساتھ تھی۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سواد اعظم کا ہر حکم مسلمانوں کے لئے واجب تعمیل ہے تو نعوذ باللہ حضرت امام حسین رضؓ صاحب نے اس حکم سے کیوں سرتابی کی۔

اسلامی شریعت میں جماعت کی تشکیل کس نہج پر ہونی چاہئے آپنے اپنے بیان میں اس کی تصریح نہیں فرمائی۔ قرآن مجید میں "حبل اللہ" سے

متعلق جو آیت نازل ہوئی تو کیا وہ مسلم لیگ پر صادق آتی ہے۔ جبکہ قائداعظم محمد علی جناح اور مسلم لیگ ہائی کمان کے اکثر ارکان شعائر اسلامی کی علی الاعلان بے حرمتی کرتے ہیں۔ کیا اسلامی جماعت کا قائد کسی فاجر و فاسق کو بنایا جاسکتا ہے۔ جبکہ سواد اعظم بھی مصر ہو کہ ہمارا قائد اعظم مسٹر جناح ہی ہے کیا ہندوستان میں ہزاروں علماء اور نائبین رسول کے ہوتے ہوئے مسٹر جناح مسلمانوں کے قائد اعظم ہوسکتے ہیں۔ برائے مہربانی ان تمام سوالوں کے جوابات براہِ راست میرے پاس روانہ فرمائیں یا بمبئی کے روزناموں میں شائع فرمائیں۔

اخیر میں آپ سے میں معافی چاہتا ہوں کہ مجھ جیسا گناہ گار انسان آپ جیسے جید عالم سے اس قسم کے سوالات کرنے کی جرأت کر رہا ہے۔ اس قسم کے سوالات کرتے وقت میرے سامنے حضرت عمر فاروق رض کا اسوۂ حسنہ ہے کہ ایک معمولی بدو خلیفۂ وقت حضرت عمرؓ فاروق سے بھری مجلس میں سوالات کرتا ہے۔ اور حضرت فاروق اعظم نہایت نرمی سے اس کا جواب دیتے ہیں۔ اسی طرح آج بھی ہر مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ محمد علی جناح اور مسلم لیگ ہائی کمان سے باز پرس کرے۔ فقط۔

شورش مالیگانوی۔ رسول پورہ۔ مالیگاؤں (ضلع ناسک)

جواب از حضرت العلامہ عثمانی دامت برکاتہم

از دیوبند۔ ۶ ذی الحجہ سنہ ۶۴ھ

برادر مکرم۔ بعد سلام مسنون آنکہ۔

میں نے اپنے مضمون میں سواد اعظم سے کوئی بحث نہیں کی۔ اس لئے اسکی جوابدہی کی مجھے ضرورت نہیں۔ آیۃ "حبل اللہ" سے مراد قرآن مجید لیا ہے۔ مسٹر محمد علی جناح اور دوسرے اکابر لیگ برابر اعلان کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے کہ قرآن کریم کی ہدایات و تعلیمات کا اتباع کریں۔ اگر انکا عمل اس کے خلاف ہے تو فسق ہو گا۔ ہم جیسے کتنے ہی علماء ہیں جو دوسروں کو شب و روز نصیحت کرتے ہیں مگر عملدرآمد بہت سی چیزوں میں اس کے موافق نہیں۔ حافظ شیرازیؒ نے اسی کا شکوہ کیا تھا۔ "واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند"۔

مقصد یہ ہے کہ محض بدعملی سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا۔

باقی ارکان اسلام اور شعائر اللہ کی علی الاعلان بیحرمتی یہ مجھے معلوم نہیں۔ اسکی تفصیل آپنے کچھ نہیں کی تاکہ رائے قائم کی جاتی۔

سیاسیات حاضرہ میں مسٹر جناح کی قیادت

بلا شبہ ہندوستان میں بڑے بڑے علماء، دین اور نائبین رسولؐ موجود ہیں۔ لیکن آج دنیا میں جو سیاسی داؤ پیچ چل رہے ہیں اور عصری سیاست جن دور رس اصول مکر و کید پر مبنی ہے اس کی مہارت ہمارے بہت سے علماء کو حاصل نہیں۔ بلکہ اسکا سمجھنا بھی دشوار ہے۔ اسلئے اسکا توڑ بھی مشکل ہوتا ہے فرض کیجئے ایک بڑے سے بڑا زبردست عالم باوجود اپنے عظیم علم و تقویٰ کے ٹینک یا ہوائی جہاز کا استعمال کرنا نہیں جانتا تو اگر ایسے شخص سے یہ کام لیا جائے جو اس سے واقف ہو گو علم دین کا ماہر نہ ہو تو اس میں علماء کی کچھ تنقیص نہیں۔

آپنے شائد سنا ہو گا کہ غزوہ قسطنطنیہ کی جو بشارت صحیح بخاری کی حدیث میں آئی ہے

اس کا امیر لشکر یزید بن معاویہ تھا۔ اور اسکی کمانڈ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ متعدد صحابہ کام کر رہے تھے۔ اسی غزوہ میں حضرت ابوایوب کی وفات ہوئی اور قسطنطنیہ کے پھاٹک کے قریب دفن کئے گئے۔ تو کیا کوئی مسلمان یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ حضرت ابوایوب جیسے صحابہ اور ہزارہا تابعین کی موجودگی میں یزید سب سے زیادہ افضل تھا۔ پھر اسکی قیادت میں جنگ کرنا کس طرح ان بزرگ ترین افرادات نے قبول کیا۔ اور دور کیوں جایئے خود حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور دوسرے اکابر جمعیۃ العلماء ہند نے ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ میں شریک ہو کر اسی جناح کی صدارت و قیادت میں کسقدر رشد و مد سے حصہ لیا۔ اور جس قسم کے بیانات آج اسکے خلاف دیئے جا رہے ہیں اسوقت اسکی موافقت میں دیئے حالانکہ یہ سب احوال جو آپ مسٹر جناح اور لیگ والوں کے بیان فرما رہے ہیں اسوقت بھی موجود تھے۔ اب اگر کوئی مسلمان ان کے ساتھ لیگ میں شرکت کرتا ہے تو کیوں مورد اعتراض ہے۔ والسلام

شبیر احمد عثمانی از دیوبند۔ ۶ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

مکتوب (۱۳)

نقل خط حکیم رشید احمد صاحب از مراد آباد

مخدومی و مکرمی حضرت مولانا دام مجدکم العالی۔

السلام علیکم۔ بندہ ناچیز آپ کے متوسلین میں ہے۔ اور جماعت دیوبندی مسلک

مگر موجودہ سیاسی خلفشار میں سخت پریشان ہے خدارا میری مدد کیجئے اس وقت
ان لوگوں کی زندگی بہت تلخ ہے جو علمار سے اپنے دامن کو وابستہ رکھتے ہیں مغربی
تہذیب والے تمام علمار کے وقار کو بلا کسی تفریق کے مٹانے اور مذہب کو پامال کرنے
میں کوئی دریغ نہیں کرتے اگر مولانا حسین احمد صاحب کو ہندوؤں کا زرخریدہ شیخ الہنود
کہنے میں بے باک ہیں تو ان کے سیاسی مسلک کے مخالف بڑے سے بڑے مولوی کو اپنی
جیب میں بتانے سے نہیں چوکتے کھلے لفظوں میں مولوی کا مذہب غلط یہ گروہ دنیا سے
مٹ جانے کے قابل ہی کا پروپیگنڈا کرتے ہیں ایسے نازک دور میں آپ جیسے جید عالم
ہمارے دولت کی بڑی سخت ضرورت ہے کہ ہماری رہنمائی کیجاوے۔ اسلئے کہ بلا تفریق علمار
سے نفرت مذہب سے دور ہٹاتی ہے۔ کیا یہ واقعی بات ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب
اور مفتی کفایت اللہ صاحب جیسے حضرات اپنے ذاتی مفاد کی بنار پر ہندوؤں کے ساتھ ہیں
اور ان کی اتباع ہمارے لئے کفر و بیدینی ہے اور وہ اپنے استاد کے مسلک سے ہٹ گئے۔
اور مسٹر محمد علی جناح کی اتباع ہمارے لئے سراسر رحمت ہے اور وہ ہمارے صحیح قائد اعظم
ہیں۔ اور سی موقع پر آپ نے قائد اعظم کے حد درجہ ایماندار ہونے کا اظہار فرمایا ہے
امید کہ خدا کے واسطے ان خطرات سے جو مجھ کو پریشان کر رہے ہیں اپنی صحیح رہنمائی
فرما کر مجھے نجات دلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسکا اجر دیگا۔ فقط جواب کیلئے لفافہ اس خط میں ہے

خادم حکیم رشید علی

جواب از حضرت العلامہ عثمانی دامت برکاتہم !

برادر مکرم دامت مکارمہم

بعد سلام مسنون آنکہ کئی روز ہوئے آپ کا خط ملا۔

علماء کا اقتدار مٹانے کا الزام | بیشک بہت سے انگریزی تعلیمیافتہ جنکو دین کی خبر یا دین سے زیادہ لگاؤ نہیں علماء کے وقار و اقتدار کو پسند نہیں کرتے۔ بلکہ اسکو مٹانیکی سعی میں رہتے ہیں لیکن انکا یہ حال کچھ ۱۹۴۵ء کے ساتھ خاص نہیں۔ سرسید کے زمانہ سے چلا آتا ہے۔ اور سیاسی کشمکش بھی بیسیوں برس سے قائم ہے۔ اس کے باوجود آپکو معلوم ہے کہ حضرت الاستاذ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مالٹا سے واپسی کے بعد انتہائی شدت مرض کے باوجود علیگڈھ کا سیاسی سفر انہی انگریزی پڑھے ہوئے حضرات کی درخواست پر گوارا فرمایا۔ اور جو خطبہ حضرت کی طرف سے وہاں پڑھا گیا اسمیں یہ الفاظ بھی تھے کہ "اے نونہالان ملت جب میں نے دیکھا کہ میرے اس درد کے غمخوار (جس سے مری ہڈیاں پگھلی جارہی ہیں) مدرسوں اور خانقاہوں میں کم اور سکولوں اور کالجوں میں زیادہ ہیں تو میں نے اور میرے چند احباب نے ایک قدم علیگڈھ کی طرف بڑھایا"۔

اس کے بعد ۱۹۳۷ء میں حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور دوسرے بڑے بڑے علماء جمعیۃ نے پورے زور شور کے ساتھ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ میں "جو مسٹر محمد علی جناح کی قیادت اور صدارت میں تھی" شریک ہوکر لیگ کی انتہائی حمایت شرعی اور سیاسی حیثیت سے فرمائی۔ جبکہ عامۂ مسلمین اس میں اسقدر تعداد میں شریک بھی نہ تھے۔ اسوقت بھی یہی مغرب زدہ لوگ اپنے انہی اعمال و عقائد کے ساتھ پیش پیش تھے۔ اسوقت یہی خیال کیا گیا کہ محمد علی جناح آجکل کی سیاست

کا ماہر ہے۔ اور انگریز و ہندو کی چالوں کو خوب سمجھتا ہے۔ اسلئے کسی نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس کے اور اسکے ہمنوا مغربی تعلیم یافتہ رفقاء کے ذاتی حالات اور شخصی افعال سے تعرض کیا جاوے۔ اور ساتھ ہی ادھر سے بھی علماء کی شان میں اس قسم کی بے ادبی نہیں لیگئی۔ پھر جب علماء ادھر سے کٹ کر کانگریس کے بلا شرط و معاہدہ حامی بن گئے۔ تب لیگی لوگوں نے کانگریس کے ساتھ اسکی حمایت میں غلو کرنیوالوں کی برائی بھی شروع کر دی۔ جو علماء سنہ ۳۷ء والے مسلک پر قائم رہے انکی طرف انکا روئے سخن نہیں تھا۔ اگر الفاظ میں کبھی عموم ہوا تو وہ ایسا ہی ہوگا جیسے آپنے مغربی تہذیب والوں کو علماء کے وقار کا دشمن بتلایا ہے۔ حالانکہ مغربی تہذیب والے بھی سب ایسے نہیں

مسلم قوم کے استقلال و اقتدار کو ایک خطرہ اور اسکا صحیح حل

پھر اصل چیز اس بات کا دیکھنا ہے کہ ایک طرف اگر علماء کے وقار کا سوال ہے تو دوسری طرف انگریز اور ہندو کی ملی بھگت سے ہندوستان میں اسلام اور مسلم قوم کے استقلال و اقتدار کو ایک دائمی خطرہ درپیش ہے بالکل اسیطرح کا بلکہ اس سے زائد جو نہرو رپورٹ کی سامنے آنے پر خود ہمارے علماء کو بڑی شدت کے ساتھ محسوس ہوا تھا۔ اب ضرورت یہ تھی کہ مسلم قوم اور اس کے ملی استقلال کو مضبوط و مامون بنانیکے لئے سب مسلمان بشمول نیشلسٹ یکزبان ہو کر اس خطرہ کے انسداد کی کوشش کرتے اور علماء کو جو شکایات انگریزی تعلیمیافتہ لوگوں سے ہیں تبلیغ و تفہیم اور جمہور کی اخلاقی طاقت کے ذریعہ انکے ازالہ کی سعی بلیغ عمل میں لاتے۔ اسکا علاج یہ نہ تھا کہ ہم کلمہ گو بھائیوں سے خفا ہو کر کسی دوسری قوم کی گود میں جا بیٹھیں۔ کیا ہمکو انگریز یا ہندو سے یہ توقع ہے کہ اپنی کاربرآری کے سوا وہ علماء کی عظمت و احترام کا پاس کریں گے اور ان مغرب زدہ گمراہوں سے زیادہ علماء کے

وقار واقتدار کے قائم کرنے یا بڑھانے کی سعی کریں گے۔ بہر حال میں قواعد شریعت کی روشنی میں حالات حاضرہ پر غور کرنے اور فیما بینی و بین اللہ تعالیٰ سب پہلوؤں پر نظر ڈالنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسوقت صرف مسلم لیگ کے نامزد کردہ امیدوار کو ووٹ دینا چاہیے۔

جمعیۃ علماء ہند کی حمایت مسلم لیگ | گویا میں آج اسی موقف میں ہوں جہاں مولانا حسین احمد صاحب اور دوسرے اکابر جمعیۃ ۱۹۳۶ء میں تھے۔ میرے متعدد مضامین اس سلسلہ میں اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں انمیں قدرے تفصیل سے کام لیا گیا ہے اگر جی چاہے تو انکو دیکھ لیجئے۔ اخیر میں عرض ہے کہ یہ میری اپنی رائے ہے کسی دوسرے کو اسکا پابند کرنا مقصود نہیں جو شخص جس جانب کو اصلح سمجھے اسے اختیار کرلے۔ ہاں میرا مشورہ دریافت کرنے والوں کیلئے یہی ہے میرے حاشیۂ خیال میں بھی یہ نہیں آسکتا کہ مولانا مدنی اور حضرت مفتی صاحب محض ذاتی مقاصد کی بنا پر ہندوؤں کے ساتھ ہیں۔ یا ان حضرات کا اتباع معاذ اللہ کفر ہے۔ وہ اپنے نزدیک جس چیز کو حق سمجھتے ہیں اسکے حامی ہیں اور اسی کو اپنے استاذ مرحوم کا مسلک سمجھتے ہیں۔ ہاں ضروری نہیں کہ انکی یہ رائے حق و صواب ہو یا دوسرے لوگوں پر انکی تقلید واجب ہو۔ والسلام

شبیر احمد عثمانی از دیوبند۔ ۷ر ذی الحجہ ۶۴ھ

مکتوب (۴۴)

حکیم رشید علی صاحب محلہ کسر دل امرا دآباد کا دوسرا خط

مخدومی و محترمی دام مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

میں اپنے عریضہ کے جواب کی یاددہانی کے لئے لکھ رہا تھا کہ حضور کا گرامی نامہ پہنچا جس کا بہت بہت شکریہ۔ مخدومی خداوند جل شانہٗ کو گواہ بنا کر عرض کرتا ہوں کہ جس طرح ایک شاگرد اپنے استاد سے شبہات بیان کر کے جواب کا متمنی ہوتا ہے میں بھی صرف طلب حق کی خاطر پیشوائے دین سمجھتے ہوئے امید رکھتا ہوں کہ میرے خدشات کا تسلی بخش جواب عنایت فرماویں گے۔ اگرچہ میری نااہلی سے میرا طرز تحریر آپ کی شان کے موزوں نہیں ہے مگر آپ کے برگزیدہ و باخدا انسان ہونے سے اپنی اس گستاخی کی معافی کا امیدوار ہوں اور تسکین قلب کا متمنی اور دعا کا طالب ہوں۔ میں نے اس سلسلہ میں ایک تحریر مولانا زکریا صاحب مظاہر علوم سہارنپور کی خدمت میں بھیجی تھی ان کے جواب کی نقل مع اس تحریر کے آپکی خدمت میں بھیج رہا ہوں دونوں کو ملاحظہ فرما کر اس خلجان کو دور فرماویں گے کہ آپ دونوں حضرات ہندوستان کی مایۂ ناز ہستیوں میں سے ہیں اور دونوں کانگریس سے کنارہ کش وہ لیگ کی تائید کے خلاف اور آپ موافق تو قول راجح کی کیا دلیل ہے۔ علاوہ اس کے مندرجہ ذیل سوالات بھی پریشان کن ہیں۔

۱۔ مسلم لیگ کے ۳۷ء میں تمام کے تمام گورنمنٹ کے بہت مخالف تھے اور اب سارے کے سارے حتی کہ حکام تک انکی حمایت اور مدد کر رہی ہیں۔ یو۔پی کے جسقدر امیدوار اسوقت لیگ کی طرف سے ہیں وہ خالص ٹوڈی ہیں جو کھٹکتا ہے۔ اور حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ جب درد میں پگھل رہے تھے اس درد کے درماں جو اس وقت نظر آرہے تھے وہ ہی فرزندان طاقت کی حمایت میں سرگرم ہیں۔ کیا ایک فرد بھی ہندوستان کے کسی کونے میں ایسا ہے جو حکومت کا نور نظر ہو اور مسلم لیگ سے باہر۔ جو باہر نظر بھی آویں وہ مسلم لیگ کے پاکستان کے حامی۔ اختلاف صرف شخصی اقتدار کا ہے پالیسی کا نہیں۔ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے خطبہ صدارت ۲۰ء میں اسلام اور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن انگریز قرار دیکر ترک موالات کا فرض قرار دیا مگر آج انگریز

کا سایہ ضروری ہے۔ اور اسی خطبہ میں اشتراک ہند اور استخلاص وطن کے لیے جائز اور آج جو
اشتراک کرے وہ بے دین اور غدار۔ اور یہی مضمون حضرت انور شاہ صاحبؒ کا ان کے بعد ہا
اور یہی بیان مولانا حسین احمد صاحب کا ہے سنہ ۴۶ء میں جن سے امید تھی وہ دشمن کے ساتھی
ہو گئے۔ بڑے دشمن کے خلاف چھوٹے دشمن پر گرفت کرنے والا سرگرم عمل اسوقت کون ہے
ہے۔ مسلم لیگ کے مسلک کے ماتحت ہمارے علاقہ میں خالص ہندو حکومت پر بخوشی رضامندی
ہوتی ہے۔ پاکستانی علاقہ میں عوام کی حکومت ہوگی جس میں ۴۵ فیصدی غیر مسلم ہوں گے۔
اور حکومت کا اقتدار فاسق کے قبضہ میں۔ حضرت اسمٰعیل شہیدؒ منصب امامت کے صفحہ ۹۶-۹۷
میں اس قسم کی اسلامی حکومت کے خلاف آواز اٹھانے کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ اس حالت
میں پاکستان اور غیر پاکستان دونوں برابر ہیں۔ اس کے خلاف دوسری جماعت جو فارمولا
پیش کرتی ہے وہ بحوالہ نقل اخبار مدینہ منسلکہ تحریر میں ہے ملاحظہ فرمادیں۔
۔ یہ تمام دشواریاں برداشت کی جاسکتی ہیں حضرت مفتی صاحب اور مولانا حسین احمد صاحب اور دیگر حضرات
دارالعلوم دیوبند کے ہوتے ہوئے آپ کے فرمان کے مطابق ووٹ لیگ کو دیا جاسکتا ہے
اگر صرف اسقدر ہماری تسلی ہو جائے کہ کم از کم آپ کی رائے کو قانون ساز مجالس میں شرعی
نقطۂ نظر سے پورا پورا دخل ہوگا کیا اس قسم کا آپ سے آپکی تائید سے پیشتر مسٹر محمد علی جناح نے
کوئی وعدہ کرلیا ہے اور ان کا یہ وعدہ مولوی مدنی کیساتھ جیسا وعدہ تو نہیں ہے۔ ان خدشات
کا جواب آپ کے مضامین اخبار میں نہ ملتے ہوئے تکلیف دے رہا ہوں اور آپکی ذات سے
قوی امید رکھتا ہوں کہ جلد جواب عنایت فرماکر مشکور فرمادیں۔

خادم حکیم رشید علی محلہ کسرول مراد آباد ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۶۴ھ بروز جمعہ

جواب از حضرت العلامہ عثمانی دامت برکاتہم

السلام علیکم۔

۱ ۔ مگر اس خط کی طرز تحریر اور اسپرٹ وہ نہیں جو پہلے خط کی تھی ہر ایک پڑھنے والا اس کا اندازہ کر سکتا ہے۔ ۲ مولانا کے خط میں دلائل کونسے ہیں محض ایک اپنے رسالہ کا حوالہ دیا ہے دلائل سامنے ہوں تو ترجیح کی بحث ہو۔ میرے متعدد مضامین اس سلسلہ میں چھپ چکے ہیں ان میں بہت سے شبہات کا جواب موجود ہے۔

جو حالت مسلم لیگ کی آج ہے وہی اسوقت بھی تھی جبکہ ۳۷ء میں جمعیۃ علماء دہلی نے اس کی تائید و حمایت پرزور طریق پر کی تھی

۳ ۔ جنکو آج گورنمنٹ پرست کہا جاتا ہے اور وہ ہی اکابر لیگ سمجھے جاتے ہیں ان ہی کی قیادت و سیادت اسوقت تھی۔ مسٹر جناح، نواب اسمٰعیل خان صاحب، راجہ محمود آباد۔ چودھری خلیق الزماں اور سر ظفر اللہ خان قادیانی سب اسمیں شریک تھے۔ انہیں سے اکثر آج اسکے قائد ہیں بلکہ بہت سے بڑے بڑے کانگریسی زعماء بھی ادھر سے ٹوٹ کر لیگ میں آچکے ہیں۔ اور عامۂ مسلمین کی جو تعداد آج اسمیں شریک ہے ۳۷ء میں اسکا عشر عشیر بھی شریک نہ تھے۔ پھر جب مولانا حسین احمد صاحب اور مفتی صاحب وغیرہ اکابر علماء اسمیں شریک ہوئے اور اسی کی کمانڈ میں الیکشن لڑایا اسکے ایک ماہ بعد ہی وہ سب جو حکومت کے مخالف تھے حکومت پرست بن گئے اور اگر بالفرض ایسا ہوا تو عوام مسلمین کی طاقت نیز افہام و تفہیم سے ان کو راہ راست پر لاتے یا علیحدہ کرنے کی کوشش کیوں نہ کی عوام تو بہرحال علماء کے ساتھ تھے۔ ان کو لاکھوں کی تعداد میں ۲ ر والا ممبر بنا کر اپنی اکثریت سے حسب آئین انکو مجبور کرتے کہ وہ سیدھے چلیں یا علیحدہ ہو جائیں۔ آخر کانگریس سے وہ کیا امید رکھتے ہیں کہ مٹھی بھر مسلمان تمام غیر مسلم عناصر کو مسلم مفاد کے حق میں ہموار کر سکیں گے،

وارد ہا اسکیم کی مذمت تمام مسلم جماعتوں نے بالاجماع کی آجتک کانگریس سے اسکی تنسیخ نہ کرا سکے۔

حکومت کی ساتھ ساز باز مسلم لیگ کا ہے یا کانگریس کا

س۴ کیا اس کا ثبوت دے سکتے ہیں کسی ایک آدھ مقام کا جزئی ذکر نہیں دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ حکام اس وقت ہندؤں کی مدد پر ہیں جب آپ اس کا ثبوت پیش کریں گے کہ عموماً حکام یا حکومت لیگ کی مدد کر رہی ہے تو اسکے مخالف دعویٰ رکھنے والے بھی ایسا ثبوت پیش کرنیسے قاصر نہ رہیں گے

س۵۔ ٹوڈی کی تعریف کیا ہے۔ اس تعریف کی مطابق آپ اسکا ثبوت پیش کیجئے کہ سب امیدواران لیگ ٹوڈی ہیں۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ لیگ کی حمایت کرنیکا انکی طرف سے ایک باعث یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پچھلے ڈھائی سالہ عہد وزارت میں ہندوؤں نے جو مظالم فخیمہ مسلمانوں پر کئے وہ ناقابل برداشت تھی۔ اور ہندو اس وقت عریاں ہو کر اپنی اصلی ذہنیت کا مظاہرہ کرنے لگے نیز یہ بالکل واضح ہو چکا کہ ہندو قوم یہ چاہتی ہے کہ ملک کو پوری آزادی ملے یا نہ ملے لیکن مسلمانوں کے گلے سے اکثریت کی غلامی کا طوق کبھی اور کسی جگہ نکلنے نہ پائے۔ اس لئے ان لوگوں نے مسلم لیگ میں شامل ہو نا پسند کیا

آج حضرت شیخ الہند زندہ ہوتے تو مسلم لیگ کی حمایت کرتے

س۶ معلوم ہوا کہ اگر کسی صحیح سیاسی مصلحت کیلئے ان مغربی تہذیب کے ساتھ مل کر کام کیا جائے تو بقول آپ کے علماء کے وقار و اقتدار کے دشمن ہیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ لیگ کے حامی یہ کہتے ہیں کہ اب وہ درد جس سے حضرت شیخ الہندؒ بے چین تھے دگنا ہو گیا ہے۔ پرانا درد تو جوں کا توں رہا اور نیا درد مسلمان کے پہلو میں ہمسایہ قوم کی طرف سے اٹھا ہے۔ جو چاہتی ہے کہ انگریز کی اتالیقی اور نگرانی میں مسلمانوں کو دائماً انگریز کے ساتھ اپنی اکثریت کا غلام بنائے رکھے۔ شملہ کانفرنس کے بعد یہ چیز بالکل نمایاں ہو چکی ہے۔ اب اگر

حضرت شیخ زندہ ہوتے تو پہلے سے زیادہ ان مسلمانوں کا تعاون حاصل کرتے جو بقول آپ کے علمار کے اقتدار کے دشمن ہیں۔

نمبر ۷۔ ایک طرف سے تمام مسلمانوں کی نیتوں پر حملہ کرنا مناسب نہیں۔ پاکستان کی حمایت تو وہ کریگا جو کانگریس اور حکومت دونوں کے نقطۂ نظر سے علیحدہ ہوگا۔ کیا موجودہ وائسرائے بہادر کی کلکتہ اور راولپنڈی والی تقریریں آپ نے نہیں پڑھیں جنمیں اسی نقطۂ نظر کی تائید کیگئی ہے جو کانگریس کہتا ہے یعنی وحدانی حکومت۔

نمبر ۸۔ محض رجماً بالغیب دعوی بے دلیل سے کوئی شخص قائل نہیں ہو سکتا۔ تمام ذمہ داران لیگ کی تقریریں اور لیگ کا نصب العین پڑھئے تو اس دعوی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی

نمبر ۹۔ ایسے بے دلیل دعوی کرتے چلے جانا ایک حق پسند کیلئے زیبا نہیں۔ استخلاص وطن کی مساعی سب کے نزدیک ضروری ہیں مگر ساتھ ہی مسلم قوم کا استخلاص بھی ضروری ہے۔ لیگ کہتی ہے کہ کانگریس آج پاکستان کا منصفانہ مطالبہ تسلیم کرلے پھر کل ہی آپسمیں معاہدہ کر کے استخلاص وطن کے لئے مل کر جنگ کریں۔ اسمیں مسلمان کسی سے پیچھے نہ رہیں گے۔

نمبر ۱۰ جواب نمبر ۹ سے واضح ہوگا کہ ہندو کی طرح مسلمان قوم بھی اپنا ایک آزاد مرکز چاہتی ہے اسی کے ساتھ وطن کی آزادی میں پورا تعاون کرنے بلکہ آگے بڑھنے کیلئے تیار ہے۔ اس طرح حامیان لیگ دونوں دشمنوں سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک کو نکالکر دوسرے کی یا بیک وقت دونوں کی دائمی غلامی میں رہنا نہیں چاہتی۔

نمبر ۱۱ کیا مولانا شہید اسے پسند کرتے ہیں کہ تمام ہندوستان کی مخلوط مرکزی حکومت میں ۲۵ فیصدی نہیں بلکہ غیر مسلم چالیس میں سے تیس ہوں۔

نمبر ۱۲۔ اسکا مفصل جواب اور جمعیۃ کے فارمولا پر بحث میرے تازہ مضمون میں

جو ابھی چند روز ہوئے منشور وغیرہ میں چھپا ہے ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۱۳)۔ تمام ذمہ داران لیگ کے بہت سے اعلانات اس بارہ میں ہو چکے ہیں کہ ہمارا پروگرام قرآن کریم ہے اور خالص شرعی معاملات میں سنیوں کے علماء اور شیعوں کے مجتہدین کا فیصلہ مقدم رکھا جائیگا۔ میں اپنی ذاتی رائے کا پابند کسی کو نہیں کر سکتا۔ اگر وعدہ خلافی کریں گے تو کانگریس سے کون عہود و مواعید کی پابندی کرا سکتا ہے اس سے کچھ زیادہ ہم مسلمانوں کے وعدوں کا اعتبار کر سکتے ہیں۔ پھر مولانا سے کیا وعدے کئے تھے جنکی خلاف ورزی کیگئی اب اگر کانگریس اپنے وعدوں کی خلاف ورزی کرے تو وہاں کیا کریں گے۔

ازراہ کرم میرے سب مضامین مطبوعہ کہیں سے حاصل کر کے مطالعہ فرمالیں ورنہ اتنا وقت میرے پاس نہیں کہ ایسے لمبے لمبے خطوط کا ہر ایک کو جواب علیحدہ علیحدہ لکھکر بھیجا کروں اور اس کی نقول رکھوں۔

از دیوبند
۱۷ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

مسلم لیگ پرنٹنگ پریس دہلی

ذخیرہ کتب:۔

محمد احمد ترازی